ماہنامہ
فلاحِ دارین
کراچی
دین و دُنیا میں فلاح و کامرانی کا شوق پیدا کرنے والا رسالہ
خلاصہ مضامین قرآن
سورۂ یوسف
مفتی ثناء الرحمٰن مدظلہ
آوازِ فلاح
شعبان میرا مہینہ ہے
مدیر کے قلم سے
قال رسول اللہ ﷺ ایمان کی لذت اور چاشنی مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی
آخرت کی فکر کیجئے
ابوسبیرہ
والدین کے ساتھ حسن سلوک
احمد خلیل
حصولِ جنت کے لئے
اشفاق احمد
بری صحبت کا نقصان
محمد شاہ زیب
الخالق جل جلالہٗ (سب سے زبردست)
عائشہ مجیب
امن کا پسینہ
حسن اختر
بچوں کیلئے گوشۂ اطفال شاملِ اشاعت ہے
جلد: ۱۱
شعبان ۱۴۴۱ھ/اپریل 2020ء
شمارہ: ۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اپنے مال کو زکوۃ کے ذریعے پاکیزہ کرو اور
اپنے مریضوں کو صدقہ کے ساتھ شفاء بخشو
اور مصیبت اور آزمائش کو دعا کے ذریعے ٹال دو
(کنز العمال ۶/۵۶۰)

صدقہ ایسے عطیہ کو کہتے ہیں جو کسی کے ذمہ واجب نہ ہو بلکہ
اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے احسان کے طور پر دیا جائے

رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں اپنی زکوۃ، صدقات، عطیات، صدقۃ الفطر اور روزوں کے فدیہ مدرسے میں جمع کروا کر خدمت قرآن میں حصہ ملائیں

آئیے ہم اپنی بیماریوں اور
پریشانیوں کا علاج صدقے کے ذریعے کریں

صدقہ جاریہ کے بہترین مصارف

دار الافتاء اور لائبریری
کیلئے کتب و دیگر اشیاء کی فراہمی

جمعہ کے مسنون اعمال، خلاصہ مضامین قرآن کریم اور دیگر کتب کی نشر و اشاعت میں حصہ ملا کر کثیر تعداد میں لوگوں تک دینی علم کا پہنچانا

ایک بچے کے حفظ میں معاون بنیے
ماہانہ صرف =/1500

مدرسہ مفتاح العلوم کے ماہانہ اور
تعمیری اخراجات میں حصہ ملا کر
ماہانہ خرچ: 300000
سالانہ خرچ: 3600000

مسجد کے ماہانہ اور
تعمیری اخراجات میں حصہ ملا کر
ماہانہ خرچ: =/75000

جامع مسجد اسلامیہ بطحہ ٹاؤن
بلاک این نارتھ ناظم آباد کراچی
0333-2173256 0334-3595001

داخلے کی عمر

6 سال
(برتھ سرٹیفکیٹ لازمی)

مدرسہ مفتاح العلوم

جامع اسلامیہ بطحہ ٹاؤن، بلاک N،
نارتھ ناظم آباد بالمقابل کیفے پیالہ
0333-2173256 - 0334-3595001

ٹرانسپورٹ کی سہولت

گلبرگ، طاہر ولا، عائشہ منزل،
نصیر آباد، واٹر پمپ، دستگیر وغیرہ

فہرست

گوشۂ اطفال

حضرت مولانا
نسیم احمد غازی
مظاہری

عقل سے بھی ماورا تو ہے

تجھی سے ابتدا ہر چیز کی ہے منتہیٰ تو ہے
ازل سے تا ابد بے ابتداء و انتہا تو ہے
تو ہی اوّل، تو ہی آخر، تو ہی ظاہر، تو ہی باطن
تجھی کو حمد زیبا ہے کہ ہم سب کا خدا تو ہے
بقا تجھ کو، فنا مجھ کو، ثناء تیری زباں میری
میں فانی بے بقا ہوں، ذات باقی لافنا تو ہے
تری حمد و ثناء سے عجز کا اقرار ہے سب کو
ترے اوصاف بے پایاں، ازل سے ہے سدا تو ہے
تو واجب ہے، تری تعریف ممکن سے ہے ناممکن
تو ہی رب العلیٰ ہے عقل سے بھی ماورا تو ہے
چھپا ہے ساری خلقت سے مگر پھر بھی عیاں تو ہے
سبھی سے ہے ملا تو اور ہر شے سے جدا تو ہے
تری توحید کے جلوے عیاں ہیں ذرّہ ذرّہ میں
ہوا جو منکر و مشرک بجا اس سے خفا تو ہے
مجھے حیرت ہے تیرا کس طرح انکار کرتے ہیں
جدھر دیکھو، جہاں دیکھو، وہیں جلوہ نما تو ہے
تری توحید کی صورت، خدایا نور آنکھوں کا
مرے اس شیشہ دل میں فقط جلوہ نما تو ہے
مجھے اوروں سے کیا مطلب، تجھی سے واسطہ مجھ کو
نسیم زار کے غم کی دوا اور مدعا تو ہے

محترم بعد از خدا تم ہو

حضرت مولانا اسعد اللہ رحمہ اللہ

مجھے کیا علم، کیا تم ہو، خدا جانے کہ کیا تم ہو
بس اتنا جانتا ہوں، محترم بعد از خدا تم ہو

کسی کی آرزو کچھ ہو، کسی کا مدعا کچھ ہو
ہماری آرزو تم ہو، ہمارا مدعا تم ہو

نہ یہ قدرت زباں میں ہے، نہ یہ طاقت بیاں میں
خدا جانے تو جانے، کوئی کیا جانے کہ کیا تم ہو

رسالت کو شرف ہے ذات اقدس کے تعلق سے
نبوت ناز کرتی ہے کہ ختم الانبیاء تم ہو

زمانہ جانتا ہے صاحب لولاک لما تم ہو
جہاں کی ابتدا تم ہو جہاں کی انتہا تم ہو

یہ ربط باہمی امت کو وجہ صد تفاخر ہے
تمہارا ہے خدا محبوب، محبوب خدا تم ہو

نہیں شرمندہ اظہار اوصاف گرامی قدر
بتاؤں کیا کہ کیا تم ہو سناؤں کیا کہ کیا تم ہو

فصاحت کو تحیر ہے بلاغت کو پریشانی
کہ لفظوں سے بہت بالا جناب مصطفیٰ تم ہو

کہاں ممکن تمہاری نعت حضرت مختصر یہ ہے
دو عالم مل کے جو کچھ ہے کہیں اس سے سوا تم ہو

گنہگاران امت کا سہارا ذات والا ہے
خوشا قسمت کہ حضرت شافع روز جزا تم ہو

تمہارے واسطے اسعد کہیں بہتر ہے شاہی سے
کہ اک ادنیٰ غلام بارگاہ مصطفیٰ تم ہو
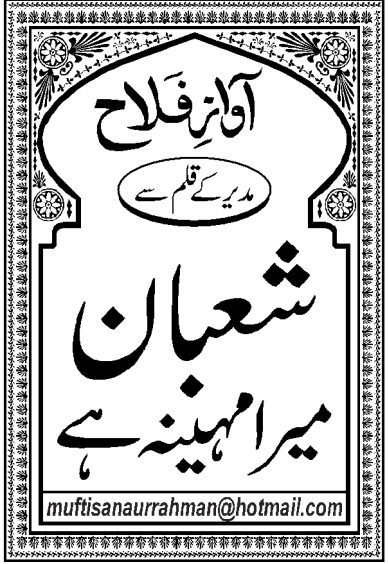
شعبان کی فضیلت:

شعبان المعظم اسلامی کلینڈر کے مطابق آٹھواں مہینہ ہے، اس ماہ کی بہت سی فضیلتیں احادیث مبارکہ میں وارد ہوئی ہیں۔

شعبان کی نسبت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔ (کنز العمال)

شعبان کے چاند اور تاریخ کا اہتمام:

آپ ﷺ نے امت کو یہ حکم فرمایا کہ

"احصوا ھلال شعبان الرمضان"

رمضان کے لئے شعبان کے چاند کو اچھی طرح یاد رکھو۔ (ترمذی)

شعبان میں برکت کی دعا: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رجب کا مہینہ شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: **"اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ"**، اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان کے مہینوں میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان کے مہینے تک پہنچا۔ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲۲۸)

روزوں کا اہتمام: ایک فضیلت یہ ہے کہ آپ ﷺ رمضان کے بعد سب سے زیادہ اس ماہ میں روزوں کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رمضان کے علاوہ رسول ﷺ کو کبھی پورے مہینے کے روزے رکھتے نہیں دیکھا سوائے شعبان کے کہ اس کے تقریباً پورے دنوں میں آپ ﷺ روزے رکھتے تھے۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

شعبان کے روزوں کا اہتمام: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ﷺ کو شعبان کے علاوہ کسی اور مہینے میں (نفلی) روزے رکھتے نہیں دیکھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "شعبان" رجب اور رمضان کے درمیان کا مہینہ ہے جس کی برکت سے

لوگ غافل ہیں، اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ میرے اعمال اس حال میں پیش ہوں کہ میں روزے سے ہوں۔ (نسائی، مسند احمد، ابوداؤد: ۲۰۷۶)

شب برأت: اسی طرح اس ماہ کو پندرہویں رات کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے جس کو قرآن کریم نے ''لیلۃ المبارکہ'' فرمایا، اللہ کے رسول ﷺ نے ''لیلۃ البرأۃ'' فرمایا اور ہماری اصطلاح میں ''شب برأت'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، شب برأت فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنیٰ ''نجات پانے کی رات'' کے ہیں، اس رات میں چونکہ بہت سے گناہ گاروں کو مغفرت مل جاتی ہے، اس لئے اس شب کو شب برأت کہا جاتا ہے، شب برأت کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ: تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: یہ شعبان کی پندرھویں شب ہے، اللہ رب العزت اس رات میں اپنے بندوں پر رحمت کی نظر فرماتے ہیں، بخشش چاہنے والوں کی مغفرت فرماتے ہیں، رحم چاہنے والوں پر رحم فرماتے ہیں اور کسی مسلمان کے بارے میں اپنے دل میں بغض رکھنے والوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے ہیں۔ (شعب الایمان، للبیہقی ، ۳۸۲/۳)

مغفرت کی رات: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پندرھویں شعبان کی رات میں آسمان دنیا کی طرف (اپنی شان کے مطابق) نزول فرماتے ہیں اور اس رات ہر کسی کی مغفرت کر دی جاتی ہے سوائے اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے کے یا ایسے شخص کے جس کے دل میں بغض ہو۔ (اخرجہ البزار و البیہقی ، مجمع الزوائد للہیثمی)

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب شعبان کی پندرھویں رات ہوتی ہے تو (اللہ پاک کی طرف سے) ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ ''کیا کوئی مغفرت کا طالب ہے کہ میں اس کی مغفرت کر دوں؟ کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اس کو عطا کر دوں؟ اس وقت اللہ پاک سے جو (سچے دل کے ساتھ) مانگتا ہے اس کو (اس کی شان کے مطابق) ملتا ہے سوائے بدکار کے۔ (شعب الایمان، للبیہقی ، ۳۸۳/۳)

دعا رد نہیں ہوتی: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پانچ راتوں میں دعا رد نہیں ہوتی یعنی ضرور قبول ہوتی ہے، ان میں سے ایک شب برأت بھی ہے۔ (بیہقی ، ۳۱۲/۲)

شب برأت کی دعا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس رات (نفل) نماز کے سجدے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا:

اَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عَذَابِکَ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ اَعُوْذُبِکَ مِنْکَ جَلَّ وَجْھُکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ.

پھر جب صبح ہوئی تو میں نے اس دعا کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! اس کو سیکھ لے اور دوسروں کو بھی سکھادے کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو سکھائی اور کہا کہ اسے سجدے میں بار بار پڑھوں۔ (عین ماثبت بہ السنۃ عن البیہقی والنسائی)

لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جو اس رات کی خیر اور برکت سے محروم رہتے ہیں جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے، وہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا، کینہ اور بغض رکھنے والا، بدکار، کسی انسان کو ناحق قتل کرنے والا، رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا، پاجامہ ٹخنوں سے نیچے رکھنے والا مرد، والدین کا نافرمان، شراب کا عادی۔

اس رات میں اصل کرنے کا کام: عشاء اور فجر کی نمازیں وقت پر ادا کریں، بقدر ہمت نفل نمازیں خاص کر نمازِ تہجد ادا کریں۔ اگر ممکن ہو تو صلوٰۃ التسبیح پڑھیں۔ قرآن کریم کی تلاوت اور درود شریف کا اہتمام کریں۔ کثرت سے اللہ کا ذکر کریں، اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگیں، خاص کر اپنے گناہوں کی مغفرت چاہیں۔

پندرہ شعبان کا روزہ: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں: کوئی ۱۵/شعبان کا روزہ اس نیت سے رکھے کہ شعبان کا دن ہے اور یہ بھی کہ پورے شعبان کے مہینے میں روزے رکھنے کی فضیلت ہے یا اس وجہ سے رکھے کہ ۱۵/تاریخ ایام بیض میں داخل ہے تو ان شاء اللہ موجب اجر ہوگا لیکن خاص پندرہ تاریخ کے روزے کی خصوصیت کے لحاظ سے اس روزے کو سنت قرار دینا بعض علماء کے نزدیک درست نہیں۔ (اصلاحی بیانات،۴/۲۷۳)

مسئلہ شب برأت میں قبرستان جانے کا خاص اہتمام کوئی ضروری نہیں ہے کیونکہ پوری زندگی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک مرتبہ اس رات میں قبرستان جانا ثابت ہے۔

مسئلہ: شب برأت میں پوری رات جاگنا بھی ضروری نہیں ہے، جتنا آسانی سے ممکن ہو عبادت

کرلیں اور ساتھ میں اس بات کا خیال رکھیں کہ کسی شخص کو آپ کے جاگنے کی وجہ سے تکلیف نہ ہو۔

آتش بازی: اس رات میں بلکہ اس سے کئی روز پہلے سے ہی آتش بازی شروع ہو جاتی ہے، پٹاخے چھوڑے جاتے ہیں۔ اس میں ایک تو اپنے مال کو ضائع کرنا ہے اور دوسرا بے جا اسراف ہے جس سے متعلق قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے۔

ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین. (بنی اسرائیل:۲۷)

بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

اور ارشاد فرمایا: **ولا تسرفوا انه لا یحب المسرفین. (انعام: ۱۴۱)**

یعنی اسراف نہ کرو کیونکہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

یہ بھی تو عقل سے سوچنے کی بات ہے کہ کمائی کو اس مبارک رات میں نذرِ آتش کر دینا کتنی افسوس کی بات ہے۔ نیز اس گناہ بے لذت کے نتیجہ میں کتنی جانیں تلف ہو جاتی ہیں، کتنے مکانات جل جاتے ہیں اور پٹاخوں کے شور شرابے سے مریضوں اور عبادات میں مشغول لوگوں کو سخت اذیت پہنچتی ہے اور ایذاء مسلم حرام ہے، اسی طرح بہت سی مساجد اور گھروں میں بے ضرورت لائٹس کا انتظام کیا جاتا ہے، چراغاں کیا جاتا ہے، یہ بھی درحقیقت ہندوؤں کی دیوالی کی نقل ہے اور غیر قوموں کی نقالی اور مشابہت اختیار کرنے میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

”من تشبه بقوم فهو منهم“

یعنی جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی قوم میں سے شمار ہوگا۔ (ابوداؤد)

ایک اور جگہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: **”من تشبه بغیرنا فلیس منّا“**

جس نے غیروں کے ساتھ مشابہت اختیار کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ادھر آسمانی رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے، آپ ﷺ اس مہینے کو اپنا مہینہ فرما رہے ہیں، رسومات اور بدعات، آتش بازی، چراغاں اور دیگر خرافات میں پھنسے ہوتے ہیں، اس سے بڑھ کر تعجب کی بات اور کیا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہی سمجھ عطا فرمائے اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سورۂ یوسف

مفتی ثناء الرحمٰن

سورہ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا جو قصہ بیان کیا گیا ہے اس سے کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں مثلاً:۔

☆ بعض اوقات مصیبت، نعمت اور راحت تک پہنچنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

☆ حسد بہت خطرناک بیماری ہے اگر سگے بھائیوں میں بھی ہو جائے تو بہت نقصان ہوتا ہے۔

☆ اچھے اخلاق، اعلیٰ اوصاف اور بہتر تربیت، بہر حال اپنا اثر دکھا کر رہتی ہے۔

☆ عفت وعصمت، امانت واستقامت ساری بھلائیوں کا سرچشمہ ہیں۔

☆ مرد اور عورت کا خلوت میں میل جول فتنہ کا باعث ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور عقیدے کی پختگی سے مصائب برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

☆ مؤمن کو چاہئے کہ ہر مصیبت کے وقت اللہ کی طرف رجوع کرے۔

☆ سچا داعی انتہائی مشکل حالات میں بھی دعوت کے فریضے کو نہیں چھوڑتا۔

☆ ہر مسلمان کو عموماً اور داعی کو خصوصاً اپنے دامن کو برائی سے بچانے کا بڑا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔

☆ اس قصہ سے صبر کی فضیلت اور اس کے بہترین نتائج کا بھی یقین ہو جاتا ہے۔

☆ اس قصے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب اللہ کسی کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو کوئی روک نہیں سکتا اور کسی کو تکلیف میں مبتلا کرنے کا ارادہ کریں تو کوئی بچا نہیں سکتا۔

اس قصے کے مطالعہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت اور طہارت کی کئی شہادتیں سامنے آتی ہیں۔

☆ پہلی شہادت رب العالمین کی ہے جو قرآن کریم کے اس قصے کے ذریعے دی گئی ہے۔

☆ دوسری شہادت شیطان کی ہے کیونکہ اس نے راندۂ درگاہ ہوتے وقت بارگاہ رب العزت میں یہ کہا تھا کہ ”تیری عزت کی قسم میں سب انسانوں کو گمراہ کردوں گا سوائے تیرے ان بندوں کے جوان میں سے مخلص ہیں“ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے اور ایک پیغمبر سے زیادہ پاکباز اور نیک کون ہو سکتا ہے اس لئے خود شیطان کے بقول ہی ان کو گمراہی کے راستے پر ڈالنا ممکن نہ تھا۔

☆ تیسری شہادت خود حضرت یوسف علیہ السلام کی ہے کیونکہ انہوں نے خود دعا فرمائی کہ ''یا رب! یہ عورتیں مجھے جس کام کی دعوت دے رہی ہیں اس کے مقابلے میں قید خانہ مجھے زیادہ پسند ہے۔ اور اگر تو نے مجھے ان کی چالوں سے محفوظ نہ کیا تو میرا دل بھی ان کی طرف کھینچنے لگے گا اور جو لوگ جہالت کے کام کرتے ہیں ان میں میں بھی شامل ہو جاؤں گا۔'' (آیت نمبر ۳۳)

☆ چوتھی شہادت خود عزیز مصر کی بیوی کی تھی کیونکہ اس نے خود عورتوں کے سامنے اس بات کا اقرار کیا تھا اور کہا تھا کہ ''اب دیکھو! یہ ہے وہ شخص جس کے بارے میں تم نے مجھے طعنے دیئے تھے! یہ بات واقعی سچی ہے کہ میں نے اپنا مطلب نکالنے کے لئے اس پر ڈورے ڈالے، مگر یہ بچ نکلا۔'' (آیت نمبر ۳۲)

☆ پانچویں شہادت عزیز مصر کے خاندان کے اس بچے کی تھی جو بولنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔ لیکن اللہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت ظاہر کرنے کیلئے اسے قوت گویائی عطا فرمائی اور جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جھولے میں اپنی ماں کی برأت ظاہر کی تھی اسی طرح اس بچے نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت ظاہر کی اور کہا ''اگر یوسف کی قمیض سامنے کی طرف سے پھٹی ہو تو عورت سچ کہتی ہے اور وہ جھوٹے ہیں۔ اور اگر ان کی قمیض پیچھے سے پھٹی ہے تو عورت جھوٹ بولتی ہے، اور یہ سچے ہیں۔'' (آیت نمبر ۲۶، ۲۷)

☆ چھٹی شہادت ان عورتوں کی ہے جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر اپنے ہاتھوں کو کاٹ لیا تھا اور بے ساختہ ان کے منہ سے نکلا تھا ''حاشا اللہ! یہ شخص کوئی انسان نہیں ہے، ایک قابل تکریم فرشتے کے سوا یہ کچھ اور نہیں ہو سکتا'' (آیت نمبر ۳۱)

سورہ یوسف کے اختتام پر ارشاد خداوندی ہے ''یقیناً ان کے واقعات میں عقل و ہوش رکھنے والوں کے لئے بڑی عبرت کا سامان ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں جو جھوٹ موٹ گھڑ لی گئی ہو بلکہ اس سے پہلے جو آسمانی کتابیں آچکی ہیں ان کی تصدیق ہے، اور ہر بات کی وضاحت ہے اور جو لوگ ایمان لائیں ان کے لئے ہدایت اور رحمت کا سامان ہے۔ (آیت نمبر ۱۱۱) گویا سورت کے اختتام پر اس بات کی طرف اشارہ فرما دیا کہ یہ قصہ یوسف صرف ایک تاریخی قصہ یا کوئی کہانی نہیں جس کو پڑھ لیا اور تھوڑی دیر کے مزے لے لئے بلکہ اس قصہ میں عقل و ہوش رکھنے والوں کے لئے بڑی عبرت کا سامان ہے کہ دیکھو جو اللہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک جنگل کے کنویں سے نکال کے مصر کے تخت پر بٹھا سکتا ہے تو کیا وہ اللہ اپنے محبوب ﷺ کو ان کفار و مشرکین کے ظلم و ستم سے نکال کر رفعت و منزلت کے بلند مقام پر فائز نہیں کر سکتا یقیناً وہ اللہ آپ کے لائے ہوئے دین کو بھی سب پر غالب فرما دے گا جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ نے اپنے تمام بھائیوں پر غالب فرما دیا تھا۔

ذَاقَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُوْلًا. (مسلم)

ترجمہ: ایمان کا مزہ اس نے چکھا جو اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو اپنا رسول ماننے پر دل سے راضی ہو گیا۔

تشریح:

خداوند قدوس کی ذات وصفات اور ربوبیت والوہیت پر ایمان کامل، رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت پر یقین محکم اور اسلام کی صداقت وواقعیت اور حقانیت وعدل پر اعتماد راسخ اگر پورے اطمینانِ خاطر اور رضا ورغبت کے ساتھ ہو اور دل ودماغ کے کسی بھی گوشہ میں کوئی ناگواری اور تکدر وانقباض نہ ہو تو اسے ایمان کی لذت وحلاوت اور چاشنی وشیرینی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مادی غذاؤں میں ذائقہ اور لذت کا ادراک واحساس بھی صرف اسی کو ہوتا ہے جس کی قوتِ ذائقہ کسی مرض یا خارجی اثر کی وجہ سے خراب نہ ہوئی ہو، اسی طرح ایمان جو ایک معنوی اور روحانی چیز ہے اس میں بھی ایک عجیب مخصوص حلاوت اور لذت ہوتی ہے مگر اس کا ادراک بھی صرف انہی خوش بختوں کو ہوتا ہے جو پورے وثوق واعتماد اور مکمل رغبت واطمینان کے ساتھ بخوبی خداوند قدوس کو اپنا معبود ومالک اور خالق ورزاق اور رسول اللہ ﷺ کو اپنا پیغمبر ہادی اور رہبر اور اپنا پیشوا ورہنما اور اسلامی نظام کو اپنا دستورِ زندگی اور نظام حیات تسلیم کرتے ہوں اور اس کے تمام تقاضوں کو پورے احساس ذمہ داری کے ساتھ نبھاتے اور پورا کرتے ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ خدا اور رسول اور دین اسلام کے ساتھ ان کا رشتہ ناطہ قلبی ہو، انہیں اللہ و

رسول اور اسلام سے عشق و محبت ہو، گرویدگی، فریفتگی اور شیفتگی ہو، اسی کو حدیث میں لفظ ’’رضاء‘‘ سے تعبیر کیا گیا ہے، جس کا مطلب یہی ہے کہ یہ تعلق صرف موروثی، نسبی، رسمی، عقلی اور دماغی نہ ہو بلکہ قلبی اور دلی ہو۔

ہر مسلمان سے اسلام کا یہی مطالبہ ہے کہ اس میں ’’رضاء‘‘ کی کیفیت پیدا ہو، اسے ہمہ وقت مدنظر رکھنا چاہئے، اگر ذرا سا بھی انقباض پیدا ہوا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کی روح رخصت ہوگئی، اگرچہ بظاہر مسلمان ہونے کی وجہ سے ایسے شخص پر اسلام ہی کے احکام نافذ ہوں مگر چونکہ اس کے اندرون میں اخلاص اور رضاء کی مطلوبہ کیفیت مفقود ہے، اس لئے کہ ناقص الایمان سمجھا جائے گا، نہ اسے کمالِ ایمان کی دولت نصیب ہوگی اور نہ حسن اسلام کی، ایمان ومعرفت کی حقیقی لذت وحلاوت اور ذائقہ سے وہ محروم اور تہی دامن رہے گا مگر جسے یہ رضا و اخلاص کی دولت مل جاتی ہے اس کے لئے تمام عبادتیں اور تمام مشکلات آسان اور ہلکی ہو جاتی ہیں، شریعت اس کی طبیعت بن جاتی ہے، وہ شکر وصبر دونوں کو مضبوطی سے تھام لیتا ہے، ظاہر و باطن ہر لحاظ سے وہ مطیع بن جاتا ہے، ظاہر ہے کہ اس سے بڑی نعمت اور دولت اس دنیائے آب وگل میں اور کیا ہوسکتی ہے؟

جنت میں درجات کی بلندی پر جنتی کی حیرانگی

اللہ جل شانہ جنت میں بندے کے درجہ کو بلند فرماتے ہیں تو وہ حیرانگی سے پوچھتا ہے یہ کیسے ہوا؟ (یعنی یہ درجہ کیوں بلند ہوا؟)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تیرے لئے تیرے بیٹے کے دعا کرنے کی وجہ سے (یہ درجات بلند ہوئے)۔ (مسند احمد)

سبحان اللہ! نیک اولاد کا کتنا بڑا فائدہ ہے۔

اللہ کی نعمتوں کی قدر کیجئے

آغا سلمان پاشا

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے اور انسان پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ان تمام نعمتوں کا شکر بجالائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا، مسلمان گھرانے میں پیدا کیا اور سب سے بڑی نعمت وہ کہ جس کے لئے اللہ کے دوسرے نبیوں نے بھی دعا کی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ ''اے اللہ! آپ مجھے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے بنا دیجئے۔'' اللہ پاک نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا اور قیامت کے قریب آپ دوبارہ تشریف لائیں گے بحیثیت امتی ہونے کے۔

یہ ایسی نعمت ہے جس کا ہم سوچ بھی نہیں سکتے، اسی طرح ہر وہ شخص جس کے جسم کے تمام اعضاء سلامت ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے شکر بجالانے کا زیادہ حق دار ہے۔ اللہ نے جس کو آنکھیں عطا فرمائیں، وہ اللہ کی دوسری نعمتوں اور اللہ کی قدرت کو باآسانی دیکھ سکتا ہے۔ جس کو زبان عطا فرمائی اور اس میں بولنے کی صلاحیت بھی پیدا فرمائی تو وہ شخص اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کی بے شمار حمد بیان کرسکتا ہے، بے شمار اللہ تعالیٰ کا ذکر کرسکتا ہے، اپنی بات کے ذریعے سے دوسروں کو دین کی طرف راغب کرسکتا ہے۔ اسی طرح زبان کے اندر بھی تاثیر رکھی کہ وہ کھانے کی چیز کے ذائقے کو بتا سکتی ہے، اسی طرح اللہ پاک نے کان عطا فرمائے کہ انسان ان کے ذریعے سے اللہ کے کلام کو سن سکتا ہے اور ان تمام چیزوں کے دو رُخ ہیں، ایک اچھائی کی طرف لے جائے گا اور دوسرا برائی کی طرف۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتیں جس مقصد کے لئے انسان کو دی ہیں ان کو انہی کاموں میں استعمال کرے تو وہ اللہ کا نیک بندہ شمار ہوگا اور وہ راستہ اس کو جنت کی طرف لیجائے گا اور اگر ان نعمتوں کو اللہ کی نافرمانیوں میں استعمال کیا تو وہ اللہ کا گنہگار بندہ شمار ہوگا اور یہ راستہ اس کو دوزخ کی طرف لے جائے گا۔

وضو کا فائدہ

محمد نافع مدنی

''وضو'' اسلام میں پاکیزگی کا آسان طریقہ ہے جسے پروردگار عالم نے اپنی محبوب امت کو عطا فرمایا ہے اور یہ ایسا طریقہ ہے جس سے انسان کی جسمانی صحت بھی کامل ہوجاتی ہے اور اخلاقی و دماغی صحت بھی۔ جس طرح وضو کے اخروی فائدے ہیں، اُسی طرح دنیاوی فوائد بھی کافی ہیں اور ہر مرتبہ کا وضو کرنا ایک خاص وقت کے اندر جسم کے ایک خاص عضو پر زیادہ اثر کرتا ہے، جیسے ظہر کے وضو کا اثر دل پر زیادہ ہوتا ہے، اندرونی اعضاء پر ہونے سے اکثر بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے اور کئی بیماریوں سے روک تھام ہوتی ہے اور آج ڈاکٹر بھی اس بات کی تصدیق کرنے پر مجبور ہیں کہ وضو کرنا انسان کے لئے کتنا فائدے مند ہے یعنی پورے دن میں چار سے پانچ مرتبہ منہ کو دھونا، آپ کے جسم میں خون کے دباؤ کو کم کرتا ہے اور بلڈ پریشر جیسے خوفناک اور موذی مرض سے بھی بچاتا ہے۔

اسی کے ذیل میں ایک واقعہ تحریر کررہا ہوں کہ ایک تبلیغی جماعت غالباً جرمنی کے کسی شہر میں گئی اور وہاں جاکر انہوں نے وہاں کے لوگوں کو تبلیغ کرنا شروع کی۔ لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا تو تبلیغی ساتھیوں میں سے ایک ساتھی وضو فرمارہے تھے، انہوں نے جب مسح کیا تو اس جگہ پر موجود ایک غیر مسلم شخص نے جو کہ وہیں کا رہنے والا تھا اس نے کہا کہ تم یہ کیا کررہے ہو، تبلیغی ساتھی نے کہا کہ یہ وضو ہے اور جب ہم اپنی عبادت کرتے ہیں تو اس سے پہلے یہ وضو کرتے ہیں۔ اس شخص نے پھر حیرانی کے عالم میں دوبارہ ایک اور سوال کیا کہ آپ لوگ دن میں کتنی مرتبہ اس طرح کرتے ہیں۔ تبلیغی ساتھ نے بتایا کہ ہم دن میں پانچ مرتبہ ایسا کرتے ہیں تو اس آدمی نے اپنے بارے میں بتایا کہ میں پاگلوں کا ڈاکٹر ہوں اور ہم نے یہ ریسرچ کی ہے کہ انسان کی گردن کے پاس ایک رگ ہوتی ہے جس کو دن میں چار سے پانچ مرتبہ اگر تر (گیلا) کیا جائے تو انسان کو پاگل پن کا دورہ پڑھنے کے خطرات کم ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں بھی وضو میں رہنا چاہئے تا کہ مکمل طور پر اس بیماری سے محفوظ رہ سکیں۔

ملفوظات حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

سید یوسف علی

✵ اے فرزند! دنیا آزمائش اور ابتلاء کا مقام ہے، اس کے ظاہر کو مختلف ملمع سازیوں اور زینتوں سے آراستہ اور مزین کیا گیا، دیکھنے میں شیریں اور طرافت و تازگی کا خیال آتا ہے لیکن حقیقت میں عطر لگا ہوا مردار اور مکھیوں اور کیڑوں سے بھرا ہوا اور زہر سے لبریز شکر ہے اس کا باطن سراسر خراب ہے اس دنیا پر فریفتہ ہونے والا دیوانہ اور مسحور ہے۔

✵ فرمایا: پیدائش سے مقصود جو خلاصۂ کائنات ہے، لہو ولعب اور کھانا سونا نہیں بلکہ انسانی خلقت و پیدائش سے مقصود یہ ہے کہ بندہ وظائف بندگی ادا کرے اور ہمیشہ جناب قدس خداوندی جل جلالہٗ میں التجاء اور تضرع کا تعلق قائم رکھے۔

✵ نعمت پانے والے کے لئے ہر نعمت عطا کرنے والے رب تعالیٰ کا شکر از روئے عقل و شرع ضروری ہے اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ شکر کا وجوب نعمتوں کی مقدار کے مطابق ہوتا ہے پس جس قدر نعمتیں زیادہ ہوں گی شکر کا وجوب بھی زیادہ ہوگا تو دولت مندوں پر ان کے درجات کے مطابق فقراء کی نسبت کئی درجے شکر کی ادائیگی ضروری ہے لہٰذا اس امت کے فقراء اغنیاء کی نسبت پانچ سو سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے۔

✵ آپ ﷺ وہ بلند ہستی ہیں کہ آپ کی دوستی کے طفیل رب تعالیٰ اپنے اسمائی اور صفاتی کمالات کو میدان میں لایا اور آپ کو بہترینِ تمام کائنات قرار دیا، آپ ﷺ کی اتباع کا ایک ذرّہ تمام دنیوی لذتوں اور اخروی نعمتوں سے کئی درجے بہتر ہے مثلاً دوپہر کا قیلولہ جو متابعت سنت کی نیت سے ہو وہ ان راتوں کے نوافل سے اولیٰ اور افضل ہے جو بے نیتِ متابعت ہوں۔

✵ گروہ علماء کیلئے دنیا کی محبت اور اس کی طرف رغبت کرنا ان کے چہرۂ جمال پر بدنما داغ ہے۔

✵ علم دو مجاہدوں کے درمیان واقع ہے ایک اس کے حصول سے پہلے اس کی طلب کا مجاہدہ دوسرا حاصل کر لینے کے بعد اس پر عمل کرنے کا مجاہدہ۔

- یہ انسان بندہ محکوم ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری کا پابند ہے۔ اسے شتر بے مہار کی طرح کھلا نہیں چھوڑا گیا جو دل میں آئے کرے، غور و فکر سے کام لینا چاہئے اور عقل دور اندیش سے سوچنا چاہئے ورنہ کل قیامت کو سوائے ندامت اور خسارہ کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔
- دعا، استغفار اور صدقہ خیرات سے (اپنے مرحومین) کی امداد کرنی چاہئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میت قبر میں ڈوبنے والے فریاد رسی کے لئے پکارنے والے کی طرح ہے چنانچہ میت منتظر رہتی ہے دعا کی جو اسے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے پہنچتی ہے، جب ان کی طرف سے اسے دعا پہنچتی ہے تو وہ اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور بے شک رب تعالیٰ اہل زمین کی دعا سے اہل قبور پر پہاڑوں کی مانند رحمت داخل کرتا ہے اور زندوں کا مردوں کو یہ ہدیہ ہے کہ وہ ان کے لئے استغفار اور بخشش طلب کریں۔ (مشکوٰۃ شریف)
- اہل اللہ قلبی امراض کے طبیب ہیں، باطنی امراض کا ازالہ ان بزرگوں کی توجہ سے وابستہ ہے، ان کا کلام دوا اور ان کی نظر شفا ہے۔ حدیث پاک میں ہے: ''**ھم قومٌ لا یشقٰی جلِیُسُھُمْ**'' (بخاری) یعنی یہ ایسی قوم ہے جن کا ہمنشین بدنصیب نہیں۔
- اگرچہ آلام و مصائب بظاہر تلخ ہیں اور جسم کو تکلیف پہنچانے والے ہیں لیکن باطن میں شیریں اور روح کو لذت عطا کرتے ہیں کیونکہ جسم اور روح آپس میں گویا نقیض (ایک دوسرے کے الٹ) ہیں۔ ایک کا رنج دوسرے کے لئے لذت کا باعث ہے۔
- چند روزہ زندگی اگر سید الاوّلین و آخرین علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰت والتسلیمات کی متابعت میں بسر ہو تو نجاتِ ابدی کی امید ہے ورنہ کوئی بھی ہو اور کیسا ہی اچھا عمل کیوں نہ ہو سب ہیچ اور بے کار ہے۔

محمد عربی کا بروئے ہر دوسرا است
کسے کہ خاک درش نیست خاک برسراو

ترجمہ: محمد عربی ﷺ جو دونوں جہاں کی عزت و آبرو ہیں جو آپ ﷺ کے دروازے کی خاک نہیں بنتا اس کے سر پر خاک پڑے۔

دعاؤں کا حصار

ابو ابان

گزشتہ دنوں استادِ محترم حضرت مولانا مفتی محمد ثناء الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ (مدیر رسالہ ہٰذا) نے ایک کتابچہ تھماتے ہوئے فرمایا کہ ذرا اس کو دیکھ لیجئے، کتاب ہاتھ میں لیتے ہوئے اس پر نظر ڈالی تو اس کتابچہ کو ایک الہامی نام ''دعاؤں کا حصار'' سے موسوم پایا۔

آج کل مسلمانوں کے مصائب اور تباہی و بربادی کے جہاں اور بہت سے اسباب جمع ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مقاصد میں دعاؤں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، مصائب و آفات کے وقت ساری جائز و ناجائز تدبیروں میں سرگرداں پھرتے ہیں مگر یہ نہیں ہوتا کہ حضورِ قلب کے ساتھ چند کلماتِ دعاء زبان سے ادا کرلیں حالانکہ حدیث میں آتا ہے:

ومن فتحت له ابواب الدعاء فتحت له ابواب الرحمة. (ترمذی)

ترجمہ: جس شخص کیلئے دعا کے دروازے کھول دیئے گئے اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔

انسان اپنے مقاصد کے لئے سینکڑوں قسم کی تدبیریں کرتا پھرتا ہے اور ان میں بڑی تکلیفیں بھی اٹھاتا ہے، خرچ بھی کرتا ہے، پھر بعض اوقات وہ تدبیریں الٹی ہوکر نقصان بھی دے جاتی ہیں حالانکہ ہر مقصد کے حصول کی ایک اعلیٰ تدبیر خود اللہ رب العزت نے انسان کو سکھلائی ہے جو سو فیصد کامیاب ہے اور کبھی نقصان نہیں دیتی وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ''**ادعونی استجب لکم**'' مجھ سے دعا کرو میں تمہارا کام پورا کردوں گا۔

مشغولیت اور تفکرات کے دور میں دوسری جگہ ہر آدمی اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھ رہا ہے، اگر صبح و شام اس کتاب کو اوّل تا آخر پڑھ لیا جائے تو یقیناً آپ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حصار میں محفوظ پائیں گے جس سے بڑھ کر اور کوئی حصار اور پناہ کی جگہ نہیں۔ حضرت مفتی صاحب نے اس کتاب میں مخصوص ترتیب کے ساتھ کچھ خاص دعاؤں کو اس طرح ترتیب دیا ہے کہ مصیبت اور

پریشانی سے بچنے کے لئے پہلے سے کن دعاؤں کا اہتمام کیا جائے۔ پھر بھی اگر کوئی پریشانی کی بات من جانب اللہ پیش آ گئی تو اس وقت کن دعاؤں کا اہتمام کیا جائے۔ مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ''مندرجہ بالا دعاؤں کو اپنے روزمرہ کے معمولات میں شامل فرمائیں۔ انشاء اللہ' اللہ پاک محض اپنے فضل وکرم سے ہر قسم کی پریشانیوں سے محفوظ رکھیں گے لیکن اگر پھر بھی کوئی پریشانی یا تکلیف آ جائے تو اپنے گناہوں کی طرف نظر کی جائے کہیں کوئی ایسا کام تو نہیں ہو رہا جو اللہ کی نافرمانی کا سبب بن رہا ہو اور اللہ تعالیٰ آزمائش میں ڈال کر اس غلطی کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہوں، اس لئے فوراً توبہ واستغفار کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

اس کتاب کا پڑھنا کوئی مشکل بھی نہیں کہ جو عربی پڑھنا جانتا ہو وہ پانچ منٹ اور جو نہ جانتا ہو وہ زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں اس کتابچہ میں موجود دعاؤں کو مانگ سکتا ہے اور حاصل کرنا بھی مشکل نہیں کہ مدرسہ مفتاح العلوم سے حاصل کرلیں ورنہ 0334-3595001 03332173256 پر واٹس ایپ کر کے اس کی پی ڈی ایف حاصل کر لی جائے تو یہ کتاب مدرسہ مفتاح العلوم سے حاصل کر کے خود بھی پڑھیے، دوست احباب کو بھی متوجہ فرمایئے۔ تعلیمی ادارے ہوں یا تجارت گاہیں یا فیکٹریاں ہوں، مدارس ہوں یا خانقاہیں تمام ہی لوگوں کو آج کے دور میں ان دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کی اس کاوش کو قبول فرمائیں اور اس کتاب کو بھی شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص اپنی زبان سے کوئی حق بات کہے جس کے بعد اس پر عمل کیا جاتا رہا تو قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ اس کا اجر جاری فرما دیتے ہیں۔ پھر قیامت کے دن اس کا پورا پورا ثواب عطا فرمائیں گے۔ (مسند احمد)

آخرت کی فکر کیجئے

ابو سبیرہ

میرے دوستوں دنیا کا غم بھی عارضی ہے اور دنیا کی خوشی بھی عارضی ہے، آج آپ اپنے اردگرد نظر دوڑائیں، حالات پر نظر ڈالیں تو شاید ہی کوئی شخص آپ کو ایسا نظر آئے گا جو کسی وجہ سے پریشان نہ ہو ورنہ دنیا کا ہر آدمی کسی نہ کسی پریشانی میں مبتلا ہے، کوئی اپنی صحت کی وجہ سے پریشان ہے، کوئی اپنی نوکری کی وجہ سے پریشان ہے، کوئی مکان کی وجہ سے پریشان ہے، کوئی میاں بیوی کے جھگڑوں سے پریشان ہے، کوئی اپنی اولاد کو لے کر پریشان ہے، کوئی اپنے پڑوسیوں کی وجہ سے پریشان ہے تو کوئی اپنے رشتہ داروں کی وجہ سے پریشان ہے، آخر ایسا کیوں ہے؟ کیوں ہم اتنی ساری پریشانیوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ کوئی اور نہیں صرف آخرت کی یاد ہے، جی ہاں آخرت کی یاد۔ آج ہماری زندگیاں صرف دنیا اور پیسہ کمانے کی حد تک ہی محدود رہ گئی ہیں۔ آخرت کی فکر ہم بالکل بھلا چکے ہیں اور یہ ایسا کڑوا سچ ہے جس کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا، جو بھی شخص یا کوئی اور اللہ کی مخلوق اس دنیا میں آئی تو اس کو ایک نہ ایک دن اس دنیا سے جانا ہوگا۔ آج انسان اگر اپنی آخرت کی تھوڑی سی فکر کرلے تو کل قیامت کے دن وہ بڑی پریشانی سے بچ سکتا ہے کیونکہ جب ہماری ظاہر کی آنکھ بند ہوگی تو پھر ہماری آنکھیں کھلیں گی تو معلوم ہوگا کہ ہم تو کھلی آنکھوں سے سو رہے تھے۔

حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جس شخص نے موت کو پہچان لیا اس پر دنیا کی مصیبتیں اور فکریں آسان ہوگئیں، کبھی ہم نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ موت کیوں دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا: اے اللہ! آپ لوگوں کو پیدا کر کے مارتے کیوں ہیں؟ اللہ رب العزت نے فرمایا: اے موسیٰ! زمین میں کھیتی کرو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین میں گندم کی فصل کاشت کردی، کچھ عرصہ کے بعد فصل پک کر تیار ہوگئی چنانچہ آپ نے فصل کاٹ لی۔

دانے کو اور بھوسے کو الگ کر دیا گیا۔ اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: اے میرے پیارے موسیٰ تو نے گندم کو کاٹ کر دانے اور بھوسا الگ الگ کیوں کر دیا، اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حضور عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! فصل پک چکی تھی، اس لئے میں نے کاٹ دی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ میں بھی یہی کرتا ہوں کہ جب لوگوں کی زندگی کی فصل پک جاتی ہے تو میں اس کو کاٹ دیتا ہوں یعنی ان کو موت دے دیتا ہوں اور دانے کی مانند جو نیک لوگ ہوتے ہیں ان کو جنت میں داخل کر دیتا ہوں اور بھوسے کی مانند جو بدکار اور برے لوگ ہوتے ہیں ان کو جہنم میں داخل کر دیتا ہوں۔

اس لئے ہم سب کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ ہمیں جتنا دنیا میں رہنا ہے اتنی کوشش ہم دنیا کی کرلیں اور جتنا آخرت میں رہنا ہے اتنی آخرت کے لئے محنت کرلیں اور جس انسان کے دل میں آخرت کی فکر ہوتی ہے تو اسے چھوٹی چھوٹی باتیں بھی عبرت سکھاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔

اخوت اور بھائی چارگی

دین اسلام ہمیں اخوت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے، اس کی تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ اگر اس کے مسلمان بھائی کو کوئی غم یا پریشانی لاحق ہو مثلاً گھر میں کوئی فوتگی ہو جائے یا کوئی حادثہ پیش آجائے یا کسی پریشانی میں مبتلا ہو جائے تو اس کی غمی میں شریک ہو کر اس کو تسلی دے اس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرے اور اس کے غم کو ہلکا کرنے کی کوشش کرے۔ اس سے ہمارے مصیبت زدہ مسلمان بھائی کو تسلی ہوگی اور ہمارا یہ عمل اس کیلئے راحت کا سامان ہوگا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام کہتے ہیں کہ جو اللہ کی رضا کی خاطر اپنے نفس سے بغض رکھے گا (اور اس کی نہیں مانے گا بلکہ اس کی مرضی کے خلاف اللہ والے کام نفس سے کرائے گا) تو اسے اللہ تعالیٰ اپنے غصہ سے محفوظ رکھیں گے۔ حضرت ثابت بن صحاح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنے نفسوں کا اس سے پہلے جائزہ لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا جائزہ لے اور تم اپنے نفسوں کا اس سے پہلے خود محاسبہ کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا حساب لے، تم آج اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو گے، کل کو حساب میں آسانی ہوگی اور قیامت کے دن کی بڑی پیشی کے لئے (نیک اعمال اختیار کرکے) سنور جاؤ۔

''یومئذ تعرضون لا تخفیٰ منکم خافیہ''

ترجمہ: جس روز (خدا کے روبرو حساب کے واسطے) تم پیش کئے جاؤ گے (اور) تمہاری کوئی بات (اللہ تعالیٰ سے) پوشیدہ نہ ہوگی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ باہر نکلا چلتے چلتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک باغ میں داخل ہوگئے (میں باہر رہ گیا) وہ باغ کے اندر تھے۔ میرے اور ان کے درمیان ایک دیوار تھی۔ میں نے سنا کہ وہ اپنے آپ کو خطاب کرکے کہہ رہے ہیں، اے امیر المومنین! اللہ کی قسم! تجھے اللہ سے ضرور ڈرنا ہوگا ورنہ اللہ تعالیٰ مجھے ضرور عذاب دیں گے۔

حضرت قاسم بن ابی بزہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک صاحب نے یہ واقعہ سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سورت ''ویل للمطففین'' پڑھتے ہوئے سنا ہے کہ جب وہ

''یوم یقوم النّاس لربّ العالمین''

ترجمہ: جس دن تمام آدمی رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

پر پہنچے تو رونے لگے اور اتنا روئے کہ بے اختیار ہو کر زمین پر گر گئے اور اس سے آگے نہ پڑھ سکے۔

ہمیں بھی روزانہ اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔ خصوصاً رات سونے سے پہلے بستر پر بیٹھ کر صرف اتنا سوچ لیں کہ آج کا دن کتنا اللہ کی فرمانبرداری میں گزارا اور کتنا نافرمانی میں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ آہستہ آہستہ گناہ چھوٹ جائیں گے اور اچھے اعمال کی توفیق ملتی جائے گی۔

درسگاہِ رشد و ہدایت

ابو ابان

آپ ﷺ کی مجلس حلم وعلم حیا وصبر اور متانت وسکون کی مجلس ہوتی تھی، اس میں آوازیں بلند نہ کی جاتی تھیں اور کسی کی حرمت پر کوئی داغ نہ لگا دیا جا تا تھا اور کسی کی غلطیوں کی تشہیر نہ کی جاتی تھی۔ آپ ﷺ کے اہل مجلس ایک دوسرے کی طرف تقویٰ کے سبب متواضعانہ طور پر مائل ہوتے تھے، اسمیں بڑوں کی توقیر کرتے تھے اور چھوٹوں پر مہربانی کرتے تھے اور صاحب حاجت کی اعانت کرتے تھے اور بے وطن پر رحم کرتے تھے۔

حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور اقدس ﷺ کا ہمسایہ تھا جب حضور اقدس ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ مجھے بلا بھیجتے، میں حاضر ہوکر اس کو لکھ لیتا تھا۔ حضور اقدس ﷺ ہم لوگوں کے ساتھ حد درجہ دلداری اور بے تکلفی فرماتے تھے، جس قسم کا تذکرہ ہم لوگ کرتے حضور اقدس ﷺ بھی اسی قسم کا تذکرہ فرماتے، یہ نہیں کہ بس آخرت ہی کا ذکر ہمارے ساتھ کرتے ہوں اور دنیا کی بات سننا بھی گوارا نہ کریں اور جس وقت ہم آخرت کی طرف متوجہ ہوتے تو حضور اکرم ﷺ آخرت کے تذکرے فرماتے۔ یعنی جب آخرت کا کوئی تذکرہ شروع ہو جاتا تو اس کے حالات وتفصیلات حضور اکرم ﷺ بیان فرماتے اور جب کھانے پینے کا کچھ ذکر ہوتا تو حضور اقدس ﷺ ویسا ہی تذکرہ فرماتے۔

آپ علیہ السلام کی کشادہ روئی اور خوش خوبی تمام مسلمانوں کے لئے عام تھی، کیوں نہ ہوتی کہ آپ ﷺ ان کے روحانی باپ تھے۔ آپ ﷺ جب صحابہ کے مجمع میں ہوتے تو درمیان میں تشریف رکھتے اور صحابہ حضور اقدس ﷺ کے ارد گرد حلقے لگائے بیٹھے ہوتے اور آپ ﷺ بوقت گفتگو کبھی ادھر رخ کر کے خطاب فرماتے اور کبھی ادھر گویا حلقہ میں سے ہر شخص بوقت گفتگو آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھ لیتا۔

حضور اقدس ﷺ اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے۔ لوگوں کی تالیف قلب فرماتے تھے اور ان میں تفریق نہ ہونے دیتے تھے اور ہر قوم کے آبرو دار آدمی کی عزت کرتے تھے

اور ایسے آدمی کو اس قوم پر سردار مقرر فرما دیتے تھے۔

لوگوں کو نقصان دینے والی باتوں سے بچنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے اور ان کے شر سے اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے مگر کسی شخص سے کشادہ روئی اور خوش خوئی میں کمی نہ فرماتے تھے۔ اپنے ملنے والوں کے بارے میں استفسار فرماتے تھے اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے تھے، آپ ﷺ وہ پوچھتے رہتے (تاکہ مظلوم کی نصرت اور مفسدوں کا انسداد ہوسکے) اور اچھی بات کی تحسین وتقویت اور بری بات کی تحقیر فرماتے۔

حضور اقدس ﷺ کی تواضع میں یہ بھی ہے کہ جو آپ ﷺ کے پاس آتا آپ ﷺ سلام کرنے میں سبقت فرماتے تھے اور آنے والے کے سلام کا جواب بھی دیتے تھے۔ آپ ﷺ وہی کلام فرماتے جس میں امید ثواب کی ہوتی اور جب آپ ﷺ کلام فرماتے تھے آپ ﷺ کے تمام صحابہ اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے ان کے سروں پر پرندے آکر بیٹھ گئے ہوں اور جب آپ ﷺ ساکت ہوتے تب وہ بولتے۔ آپ ﷺ کے سامنے کسی بات پر نزاع نہ کرتے، آپ ﷺ کے پاس جو شخص بولتا اس کے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے (یعنی بات کے بیچ میں کوئی نہ بولتا) صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً۔

عزت و شرافت کا جوڑا

جو مؤمن بندے اپنے مسلمان بھائی کو کسی مصیبت کے وقت تسلی دے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اسے قیامت کے دن عزت و شرافت کا جوڑا پہنائیں گے۔ (ابن ماجہ)

جس شخص نے کسی مصیبت زدہ کی تعریف کی اس کے لئے ایسا ہی اجر ہے، جیسا اس مصیبت زدہ کے لئے اپنی مصیبت زدہ کے لئے اپنی مصیبت پر۔ (جامع الترمذی)

مغرب کی سنتوں وغیرہ کی تلاوت:

مغرب کی سنتوں میں نیز طواف کے دوگانہ میں اسی طرح نماز استخارہ کی دونوں رکعتوں میں بالترتیب سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھنا مسنون ہے۔

جمعہ کے دن فجر کی تلاوت:

جمعہ کے دن کی نمازِ فجر کی پہلی رکعت میں سورۂ الم السجدہ اور دوسری میں سورۂ دہر۔

نماز جمعہ کی تلاوت:

نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں پوری سورۂ جمعہ یا سورۃ الاعلیٰ اور دوسری میں سورۃ الغاشیہ۔

فجر کی سنتوں کی تلاوت:

نماز فجر کی سنتوں کی پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری میں سورۃ الاخلاص۔

وتروں کی تلاوت:

تین رکعت نمازِ وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ، دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری میں سورۃ الاخلاص پڑھنا مسنون ہے۔

سوتے وقت کی تلاوت:

رات کو سوتے وقت آیۃ الکرسی، اخلاص ومعوذتین اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات کے پڑھنے کا بطورخاص اہتمام کرنا چاہئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو سونے کے لئے اپنے بستر پر جاتے تو دونوں ہاتھوں کو ملاتے پھران پر ''قل ھواللہ احد، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس'' پڑھ کر پھونکتے اور پھر دونوں ہاتھوں کو سارے جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچتے پھیرتے اور سر اور چہرہ سے ہاتھوں کو پھیرنا شروع کرتے اور بدن کے اگلے حصے پر پھیرتے ہوئے سارے جسم پر

پھیرتے اور تین مرتبہ اس طرح کرتے۔(بخاری و مسلم)

ہر فرض نماز کے بعد کی تلاوت:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفاتحہ، آیۃ الکرسی، شھد اللّٰہ (آل عمران: آیت:۱۸) اور قل اللّٰھم (تابغیر حساب) (آل عمران: آیت:۲۶، ۲۷) کو نازل کرنا چاہا تو یہ آیتیں عرش عظیم کے ساتھ اس طرح چمٹ گئیں (کہ ان میں اور ذاتِ خداوندی میں کوئی پردہ اور فاصلہ نہ تھا) اور فریاد کرنے لگیں کہ یا اللہ! کیا آپ ہمیں عالم گناہ میں نافرمان لوگوں پر نازل فرمانے لگے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے مجھے اپنی عزت اور عظمت شان کی، جو شخص ہر فرض نماز کے بعد تمہاری تلاوت کرے گا میں اس کے وہ سب گناہ بخش دوں گا جو اس میں موجود ہوں گے اور میں اس کو جنت الفردوس میں جگہ دوں گا اور ہر روز اپنی باطنی نگاہ سے اس کی طرف ستر مرتبہ نظر رحمت کروں گا اور روزانہ اس کی ستر حاجتیں پوری کروں گا، جس میں سے ادنیٰ درجہ کی حاجت گناہوں کی بخشش ہوگی۔(مسند الفردوس)

صلوٰۃ التوبہ

روزانہ کسی وقت بھی دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھنے کا معمول بنائیں اور اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے سجدہ میں یہ دعا مانگیں:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ کُلَّہٗ دِقَّہٗ وَجِلَّہٗ وَ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَھٗ وَعَلَانِیَتَہٗ وَسِرَّہٗ.

اے اللہ! میرے تمام چھوٹے بڑے، اگلے پچھلے، کھلے اور چھپے گناہ معاف فرمادیجئے۔(ابن ماجہ)

حصولِ جنت کے لئے

اشفاق احمد

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو اس دعا کو پڑھتا رہے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی وہ دعا یہ ہے:

رَضِیتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا. (ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۲۱)

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان یقین قلب کے ساتھ دن میں اس دعا کو پڑھ لے گا اگر اس دن شام سے پہلے مرے گا تو جنتی ہوگا اور اگر رات میں پڑھ لے گا اور صبح سے پہلے مرے گا تو جنتی ہوگا اس دعا کا نام سید الاستغفار ہے جو یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَااسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ لَکَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ وَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.

(بخاری، جلد ۲، ص ۹۳۳)

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا میں تیری رہنمائی ایسے کلمہ پر نہ کروں جو جنت کے خزانوں میں سے ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ کون سا کلمہ ہے؟

تو ارشاد فرمایا کہ وہ کلمہ ہے:

"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ"

اچھی نیت

محمد عبد اللہ

''نیت'' کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو وہ نسخہ کیمیاء عطا فرمایا ہے جس کے ذریعے ہر مسلمان ذرا سی توجہ سے مٹی کو بھی سونا بنا سکتا ہے۔ حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

بعض لوگ اس کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اچھی نیت سے غلط کام بھی ٹھیک ہوجاتا ہے اور گناہ بھی ثواب بن جاتا ہے، یہ بات تو قطعی غلط ہے۔ گناہ ہر حالت میں گناہ ہے۔ کتنی ہی اچھی نیت سے کیا جائے وہ جائز نہیں ہوسکتا۔ مثلاً کوئی شخص کسی کے گھر اس نیت سے چوری کرے کہ جو مال حاصل ہوگا وہ صدقہ کروں گا تو اس نیت کی وجہ سے چوری کا گناہ معاف نہیں ہوگا۔

لیکن آنحضرت ﷺ کے مذکورہ بالا ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ:

(۱) کسی بھی نیک کام پر اس وقت تک ثواب نہیں ملتا جب تک وہ صحیح نیت کے ساتھ نہ کیا جائے مثلاً نماز کا ثواب اسی وقت ملے گا جب وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے پڑھی جائے۔ اگر دکھاوے کے لئے پڑھی تو ثواب غارت ہوجائے گا، اُلٹا گناہ ہوگا۔

(۲) اور دوسرا مطلب یہ ہے اور وہی اس وقت بیان کرنا مقصود ہے کہ جتنے کام مباح یا جائز ہیں، ان کا اصل حکم تو یہ ہے کہ ان پر نہ ثواب ہوتا ہے نہ عذاب۔ لیکن اگر وہ جائز کام کسی اچھی نیت سے کئے جائیں تو وہ عبادت بن جاتے ہیں اور ان پر ثواب ملتا ہے۔ مثلاً کھانا کھانا مباحات میں سے ہے لیکن اگر کوئی کھانا اس نیت سے کھائے کہ اس کے ذریعے میرے جسم کو قوت حاصل ہوگی تو اس قوت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کروں گا تو یہ کھانا کھانا بھی باعث اجر و ثواب ہوگا یا اس نیت سے کھانا کھائے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے نفس کا بھی مجھ پر حق رکھا ہے، اس کی ادائیگی کے لئے کھانا کھاتا ہوں یا اس نیت سے کھائے اس سے لذت و راحت حاصل ہوگی تو دل سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں گا تو ان نیتوں کے ساتھ کھانا کھانے میں بھی ثواب ہوگا۔

غرض زندگی کا کوئی مباح کام ایسا نہیں ہے جس کو اچھی نیت کر کے عبادت اور موجب ثواب نہ بنایا جاسکتا ہو۔

ایمان میں زندگی

فراز عثمانی

ایک مرتبہ دو شخص مچھلیوں کے شکار کی غرض سے نکلے، ان میں ایک کافر تھا اور دوسرا مسلمان، کافر اپنا جال ڈالتے وقت اپنے معبودوں کا نام لیتا جس کی وجہ سے اس کا جال مچھلیوں سے بھر جاتا اور مسلمان اپنا جال ڈالتے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لیتا لیکن کوئی مچھلی اس کے ہاتھ نہ آتی، اس کا جال خالی رہتا، اسی طرح غروب آفتاب تک دونوں شکار کرتے رہے، آخر کار ایک مچھلی مسلمان کے ہاتھ لگی لیکن وائے ناکامی! وہ مچھلی بھی اس کے ہاتھ سے اچھل کر پانی میں کود گئی یہاں تک کہ یہ بیچارہ غریب مسلمان شکارگاہ سے ایسا خائب وخاسر لوٹا کہ اس کے ساتھ کوئی شکار نہ تھا اور کافر ایسا کامیاب لوٹا کہ اس کا کشکول مچھلیوں سے بھرا ہوا تھا، اس عجیب وغریب حیرت ناک واقعہ سے فرشتہ مومن کو سخت افسوس ہوا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ اے میرے رب! یہ کیا بات ہے کہ تیرا ایک مؤمن بندہ جو تیرا نام لیتا ہے ایسی حالت میں لوٹتا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی شکار نہیں ہوتا اور تیرا کافر بندہ ایسا کامیاب واپس آتا ہے کہ اس کا کشکول مچھلیوں سے لبریز ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس مردمؤمن کا عالی شان محل دکھا کر جو اس کے لئے جنت میں تیار کر رکھا ہے، فرشتہ مؤمن سے خطاب فرمایا کہ اے فرشتہ! اس مقام کو حاصل کرنے کے بعد میرے اس بندۂ مومن کو جو رنج وتعب جو دنیا میں مچھلیوں کے شکار میں ناکامی کے باعث ہوا تھا، باقی رہے گا؟ اور کافر کے اس بدترین مقام کو دکھلا کر جو اس کے لئے جہنم میں تیار کر رکھا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ کافر کی وہ چیزیں جو اس کو دنیا میں عطا کی گئیں اس جہنم کے دائمی عذاب سے نجات دلاسکتی ہے؟ فرشتے نے جواب دیا کہ اے میرے پروردگار! آپ کی ذات کی قسم، بالکل ایسا نہیں ہوسکتا۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کے ہاں ایمان کی کتنی قدر ومنزلت ہے، مسلمانو! اس کی قدر کرو، کسی دنیوی مصیبت کی وجہ سے پست ہمت اور ملول مت ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دنیا کے عوض ایسی ایسی نعمتیں تیار رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ ہی کسی کے دل میں ان کے بارے میں کوئی خیال گزرا۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک

احمد خلیل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کون سا عمل پسند ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وقت پر نماز ادا کرنا۔'' میں نے پوچھا: ''اس کے بعد کون سا عمل؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''والدین کے ساتھ حسن سلوک۔'' میں نے پوچھا: ''پھر کون سا عمل؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ کے راستے میں جہاد۔'' (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور حصول ثواب کی خاطر جہاد میں شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا کہ: ''جی ہاں! دونوں زندہ ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر جاؤ اور ان کی اچھی خدمت کرو۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان کی خدمت کر کے جہاد کرو۔'' (بخاری)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر والدین کو خدمت کی ضرورت ہو تو جب تک جہاد فرض عین نہ ہو جائے، اس وقت تک ان کی خدمت میں مشغول رہنا جہاد میں جانے سے بھی افضل ہے اور یہ واقعہ عام طور سے مسلمان جانتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ یمن کے باشندے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے آنا چاہتے تھے لیکن چونکہ ان کی والدہ کو خدمت کی ضرورت تھی، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے پاس آنے سے منع کر کے والدہ کی خدمت کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کر سکے لیکن والدہ کی خدمت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ مقام بخشا کہ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ان سے دعا کرواتے تھے۔ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وہ مدینہ طیبہ آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ انتہائی اشتیاق کے ساتھ ان سے ملنے اور ان کی دعا لینے کے لئے تشریف لے گئے۔

والدین سب سے زیادہ حسن سلوک کے مستحق:

والدین کے ساتھ حسن سلوک عام حالات میں ایسا عمل ہے جس میں محنت و مشقت زیادہ نہیں ہے، کیونکہ ہر انسان کو فطری طور پر اپنے والدین سے محبت ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی خدمت اور حسن

سلوک پر دل خود ہی آمادہ ہوتا ہے۔ دوسری طرف والدین کو اپنی اولاد پر جو شفقت ہوتی ہے اس کی وجہ سے وہ خود اپنی اولاد سے ایسا کام لینا پسند نہیں کرتے جو اس کے لئے مشکل ہو بلکہ معمولی سی خدمت سے بھی خوش ہو جاتے ہیں اور دعائیں دیتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو اتنا آسان بنا دیا ہے کہ ایک حدیث کی رو سے والدین کو ایک مرتبہ محبت کی نظر سے دیکھ لینا بھی ثواب میں حج اور عمرے کے ثواب کے برابر ہے۔ غرض والدین سے محبت رکھ کر ان کی اطاعت اور خدمت کر کے انسان اپنے نامۂ اعمال میں عظیم الشان نیکیوں کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کر سکتا ہے۔

علمائے کرام نے فرمایا کہ ماں کا حق باپ کے مقابلے میں تین گنا زیادہ ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ انسان کی پرورش میں جس قدر تکلیف ماں اٹھاتی ہے باپ اتنی نہیں اٹھاتا۔ ماں کی تکلیف کا ذکر قرآن کریم نے خاص طور پر فرمایا ہے، دوسرے ماں کو باپ کے مقابلے میں عموماً خدمت کی ضرورت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ماں کی خدمت کو زیادہ فوقیت عطا فرمائی ہے۔

بعض مرتبہ لوگ والدین کی زندگی میں ان کی خدمت اور حسن سلوک سے غافل رہتے ہیں لیکن جب ان کا انتقال ہو جاتا ہے تو حسرت کرتے ہیں کہ ہم نے زندگی میں ان کی کوئی خدمت نہ کی اور اب یہ موقع ہاتھ سے جاتا رہا۔ اس لئے ان کی زندگی ہی میں اس دولت کی قدر پہچاننی چاہئے۔

تاہم والدین کے انتقال کے بعد بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کی فضیلت حاصل کرنے کا دروازہ بالکل بند نہیں ہوتا۔ حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنوسلمہ کا ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے آکر پوچھا کہ ”یا رسول اللہ! کیا میرے والدین کی موت کے بعد بھی کوئی ایسا طریقہ باقی رہ گیا ہے جس کے ذریعے میں ان کے ساتھ حسن سلوک کر سکوں؟“ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ہاں ان کے حق میں دعا کرنا، ان کے لئے استغفار کرنا، ان کے بعد ان کے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنا اور جن رشتوں کا تعلق ان ہی سے ہے ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنا اور ان کے دوستوں کا اکرام کرنا۔“ (ابوداؤد)

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحوم والدین کے ساتھ حسن سلوک کی فضیلت حاصل کرنے کے طریقے ارشاد فرما دیئے ہیں، جن پر ساری عمر عمل کیا جا سکتا ہے۔

دین کے شعبے

دینی احکام کے پانچ حصے ہیں:

① عقائد:

یعنی جن چیزوں کی حضور ﷺ نے خبر دی ہے آپ کے اعتماد پر ان کو ماننا اوران کے ہونے کا دل سے یقین کرنا۔ جیسے جنت، دوزخ، فرشتے وغیرہ۔

② عبادات:

جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، قربانی وغیرہ۔

③ معاملات وسیاست:

جیسے خرید وفروخت، کاشتکاری، نکاح، طلاق، کسی چیز کو کرایہ پر دینا، حکمرانی کے آداب وغیرہ۔

④ معاشرت:

یعنی رہنے سہنے، ملنے جلنے کے احکام اور آداب وغیرہ۔

⑤ اخلاق اور اصلاح نفس:

جیسے دل کا حسد، بغض، کینہ، تکبر سے پاک ہونا اور صبر وشکر، تقویٰ، اخلاص کا دل میں پیدا کرنا وغیرہ۔

ان پانچوں شعبوں کے مجموعہ کا نام دین ہے ان میں سے اگر ایک جز پر بھی عمل نہ ہوتو دین ناقص ہے۔ جیسے کسی کا ایک ہاتھ یا کان نہ ہوتو اس کا جسم ناقص ہے۔

سوال: مفتی صاحب معلوم یہ کرنا ہے کہ شعبان کے مہینے میں پندرھویں شعبان کو ہمارے علاقے کے قبرستان میں قبروں پر چراغ وقندیل اور موم بتی جلائی جاتی ہے اور بعض لوگ اپنے گھروں کے باہر بھی گلیوں میں یہ عمل کرتے ہیں، اس کی شریعت میں کیا حیثیت ہے، وضاحت فرمادیں۔

جواب: قبروں پر چراغ وقندیل اور موم بتی وغیرہ جلانے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے اور شریعت حقہ اس قبیح حرکت سے نہایت ہی سخت بیزار ہے۔

آنحضرت ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں پر اوران پر چراغ روشن کرنے والوں پر لعنت کی ہے۔

جلیل القدر صحابی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فاتح مصر نے یہ وصیت کی تھی کہ جب میری وفات ہوجائے تو نہ میرے ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی عورت جائے اور نہ میرے ساتھ آگ ہو۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بھی یہ وصیت کی تھی کہ

:"ولا تتبعونی بنار" میرے ساتھ آگ نہ پہنچانا۔

غور کیجئے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وفات کے وقت اس طرح کی وصیت کرتے تھے مگر آج قبروں پر خوب چراغ روشن کئے جاتے ہیں اور فتاویٰ عالمگیر میں ہے کہ:

وایقاد النار علی القبور فمن رسوم الجاھلیة. (ج ۱، ص ۱۷۸)

قبروں پر آگ جلانا جاہلیت کی رسم ہے۔

اور جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک مبغوض ترین آدمی وہ ہے جو اسلام میں جاہلیت کی رسم تلاش کرے۔ لہٰذا نہ قبرستان میں چراغ جلانے اور نہ ہی گھروں کے باہر چراغ جلانے کی شریعت میں کوئی اصل ہے، خصوصاً اس مبارک رات میں تو اس سے بچنا چاہئے۔

الخالق جل جلالہ

پیدا کرنے والا

عائشہ مجیب

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’الخالق وہ ذات ہے جو مخلوق کو عدم (نہ ہونا/ ناپیدی) سے وجود بخشتی ہے اور انہیں بغیر کسی نمونے اور مثال کے پیدا کرنے والی ہے۔‘‘ (النہج الاسمٰی)

یہ اسم مبارک قرآن مجید میں گیارہ مرتبہ آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی سورۂ زمر کی آیت نمبر ۶۲ر میں ارشاد فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔‘‘

پیارے بچو! کیا آپ کو یاد ہے کہ ایک سوال ہم نرسری کلاس سے پڑھتے اور سنتے چلے آرہے ہیں؟ کچھ یاد آیا؟ ہاں جی! بالکل آپ صحیح پہچانے۔ یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ ہمیں کس نے بنایا؟ اور جواب میں کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے۔ گویا ہمیں بچپن سے ہی یہ بات یاد کروائی جاتی ہے کہ ہمارا خالق ’’اللہ‘‘ ہے۔

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ نے ہی ہم سب کو بنایا ہے، نہ صرف ہم سب کو بلکہ کائنات کے ذرّے ذرّے کو تخلیق کرنے (پیدا کرنے) والے اللہ تعالیٰ ہیں۔ بچو! سورۂ ذاریات کی آیت نمبر ۲۱ر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’اور خود تمہاری ذات میں بھی (نشانیاں ہیں) تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔‘‘

بچو! ہم اپنے جسم پر غور کریں، کیسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے جسم میں کتنی باریکیوں سے ہر ہر عضو کو بنایا ہے۔ انسانی جسم میں خلیئے

(سیلز) تقریباً ۲۰۰ طرح کے ہوتے ہیں مگر یہاں اس اکائی سیل کا ذکر ہے جو ہم اپنی نصابی کتابوں میں بھی پڑھتے ہیں۔ انسانی جسم میں تقریباً دس کھرب خلیات (سیلز) حیاتیاتی اکائی کی صورت میں ہوتے ہیں۔ انسانی جسم میں ہر وقت نئے خلیئے (سیل) بنتے اور پرانے خلیئے ختم ہوتے رہتے ہیں۔ سیل ٹشوز بناتے ہیں، ٹشوز بافتیں اور بافتیں مل کر اعضاء کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ سبحان اللہ۔

ایک خلیہ تمام افعال (مثلاً تغدیہ ونمو، اخراج وتولید اور تنفس وغیرہ) انجام دیتا ہے۔

انسانی آنکھ براہِ راست ان اجزاء (خلیوں وغیرہ) کو نہیں دیکھ سکتی مگر اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ ایسے کھربوں خلیئے ہمارے جسم میں کام کر رہے ہیں اور ہر ننھے خلیئے میں پورا ایک مشینوں کا کارخانہ موجود ہے۔ اپنی آنکھ، ناک، کان، ہاتھ، پاؤں، ٹانگیں، دل، گردہ، پھیپھڑے، جگر، ہر چیز کے بارے میں سوچیں، کسی بیٹری کے بغیر، کسی چارجر کے بغیر، کسی بجلی کی تار کے بغیر انہی خلیوں کی مدد سے کام کر رہے ہیں۔ یقیناً انہیں بنانے والا کوئی بہت ہی بڑا خالق ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اپنی خوراک کے بارے میں سوچیں، غلہ، اناج، پھل، سبزیوں کے بارے میں۔ بچو! اللہ تعالیٰ چاہتے تو ہر چیز کی ایک دو تین اقسام بنا دیتے مگر ہر ہر چیز کی اللہ تعالیٰ نے اتنی اقسام بنائیں کہ بعض دفعہ تو گننا بھی مشکل ہے۔ چاولوں کی اقسام دیکھیں، پھر دالوں کی کئی اقسام ہیں، جیسے مونگ، مسور، لوبیا، ماش اور چنے کی دال۔

پھلوں کو دیکھیں، چھوٹے بڑے لمبے کئی طرح کے پھل ہیں مگر سب کے ذائقے مختلف، سب کے رنگ الگ، سب کی خوشبو منفرد۔ بچو ہر پھل کی پھر الگ الگ اقسام ہیں۔ مثال کے طور پر آم ہی کو دیکھیں: چونسا، سندھڑی، انور رٹول، لنگڑا، دسہری وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح ہر سبزی کئی کئی اقسام کی ہے۔

اب بات کرتے ہیں پیڑ پودوں کی۔ بچو! آپ نے سائنس کی کتاب میں پودوں کی کئی اقسام پڑھی ہوں گے، جیسے درخت، پھر پودے، بیلیں۔ ایک بیل وہ ہوتی ہے جو اوپر چڑھنے کے لئے سہارا ڈھونڈتی ہے، کچھ بیلیں ایسی ہوتی ہیں جو زمین پر ہی پھیلتی ہیں۔ جیسے کہ تربوز اور خربوزے کی بیل، جڑی بوٹیاں، اس کے علاوہ سمندری پودوں کی بھی ہزاروں قسمیں ہیں۔

مائیکرو اسکوپک آرگینزمز کا نام شاید سنا ہو آپ نے؟ یہ اتنے چھوٹے چھوٹے ذرّات

ہوتے ہیں کہ انسانی آنکھ انہیں دیکھنے سے قاصر ہے، انہیں مائیکرو اسکوپ کی مدد سے ہی دیکھا جاسکتا ہے۔ بچو! اس کے علاوہ پھولوں کے رنگ، ان کی خوشبوئیں، حتیٰ کہ پتے بھی کئی طرح کے اور ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

اب جانوروں کو دیکھیں۔ لاتعداد جانور ہیں، ان کی ہزاروں اقسام ہیں، حشرات کو دیکھیں، ایسے ایسے حشرات ہیں کہ انہیں دیکھ کر انسانی عقل دنگ رہ جائے، صرف تتلی کی ڈھیروں اقسام ہیں۔ آسمان پر چاند، سورج، ستاروں کو دیکھیں، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار کرنا ہمارے لئے ناممکن ہے، زمین کی مٹی ہی کئی طرح کی ہوتی ہے۔ سبحان اللہ۔

اللہ کی تخلیق کی کہیں کوئی مثال نہیں ملتی۔ اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو لکھنا چاہیں اور اپنے ہر سانس پر سو سو نعمتیں لکھیں اور سو سال تک لکھیں تب بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں، اللہ تعالیٰ کی تخلیقات کا شمار ممکن نہیں۔

بچو! بس یہ ذہن میں رکھیں کہ ہمارے خالق اللہ تعالیٰ ہیں اور اللہ تعالیٰ جیسا کوئی کہیں نہیں ہے، وہ اکیلے ہیں۔ ہم سب کو پالنے والے ہمارے رب، جن کی شان بہت اونچی ہے۔

پیارے بچو! آیئے اپنے آپ کو اس لائق بنائیں کہ ایسے خالق کے بندے کہلاسکیں۔

عقل مند انسان

جس طرح ہم دوسروں کے جنازے پڑھتے ہیں، دوسروں کے مرنے کے بعد ان کے کفن دفن کی تیاری کرتے ہیں، اسی طرح ہم پر بھی ایک نہ ایک دن یہ یہ وقت آئے گا۔ اچھا اور عقل مسند انسان وہ ہے جو اپنی موت کو یاد رکھے اور موت کے لئے ہر وقت تیاری کرتا رہے۔

سوال: کیا کوئی صحابی یا ولی کسی نبی کے برابر ہوسکتا ہے؟

جواب: ہرگز نہیں۔ صحابی یا ولی کتنا ہی بڑا درجہ رکھتا ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔

Q: Can a Sahabi or a Wali stand equal to a prophet?

Ans: Never, no matter how great the rank of a Sahabi or a Wali is, he can never be equal to the rank of a prophet.

سوال: ایسا ولی جو صحابی نہ ہو کسی صحابی کے مرتبہ کے برابر یا اس سے زیادہ مرتبے والا ہوسکتا ہے؟

جواب: نہیں۔ صحابی ہونے کی فضیلت بہت بڑی ہے اس لئے کوئی ولی جو صحابی نہ ہو، مرتبے میں صحابی کے برابر یا بڑھ کر نہیں ہوسکتا۔

Q: Can a Wali who is not a Sahabi be equal in rank with or superior to anyone of the Sahabi?

Ans: No, there is great virtue in being a Sahabi. Therefore, a Wali who is not a Sahabi can never be equal in rank with or superior to a Sahabi.

سوال: بعض لوگ خلاف شرع کام کرتے ہیں۔ مثلاً نماز نہیں پڑھتے، یا ڈاڑھی منڈاتے ہیں اور لوگ انہیں ولی سمجھتے ہیں تو ایسے لوگوں کو ولی سمجھنا کیسا ہے؟

جواب: بالکل غلط ہے۔ یاد رکھو کہ ایسا شخص جو شریعت کے خلاف کام کرتا ہو ہرگز ولی نہیں ہوسکتا۔

Q: Some men do acts that are against the codes of Islam. For example, they do not offer prayers or shave their beards. Still some people regard them as the Wali. Are they right?

Ans: No, this is absolutely wrong. Remember that a man who violates Shari'ah, can never be a Wali.

سوال: کیا کوئی ولی ایسے بھی ہوتے ہیں کہ شرعی احکام مثلاً نماز روزہ انہیں معاف ہو جائیں؟
جواب: جب تک آدمی اپنے ہوش وحواس میں ہو اور اس کی طاقت اور استطاعت درست ہو کوئی عبادت معاف نہیں ہوتی اور نہ کوئی گناہ کی بات اس کے لئے جائز ہوتی ہے جو لوگ ہوش وحواس اور استطاعت درست ہونے کی حالت میں عبادت نہ کریں خلاف شرع کام کریں اور کہیں کہ ہمارے لئے یہ بات جائز ہے وہ بے دین ہیں ہرگز ولی نہیں ہو سکتے۔

Q: Are there any such Walis who are exempted from performing Islamic injunctions, such as Prayers, Fasting, etc?

Ans: No, as long as a man is in his senses and his strength is intact, there can be no exemption from religious obligations. Nor does any act of sin become permissible for him. If there are any sane persons, with their senses and strength intact, who do not perform the duties prescribed by Allah and do acts against the tenets of Islam and claim for themselves that their actions are permissible. They are irreligious. They can never be the Walis.

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو بھی جوان کسی بوڑھے شخص کی اس کے بڑھاپے کے سبب تعظیم و تکریم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے وقت کسی ایسے شخص کو متعین کر دیتا ہے جو اس کی تعظیم وتکریم کرے۔ (جامع الترمذی)

ایک امتحان اور...

بنت محمد

یہ اتوار کا دن تھا۔ سب لوگ ناشتے میں مگن تھے کہ فون کی گھنٹی بجی۔ عمر نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف چچا فیاض تھے جو بابا جان کے دوست تھے اور ان سے بات کرنا چاہتے تھے۔ عمر نے انہیں انتظار کرنے کو کہا اور بابا جان کو بلانے چلا گیا لیکن اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے سنا بابا جان کہہ رہے تھے۔ ''چھوڑو بھئی! میں آج کسی کی کال نہیں سن سکتا۔ فیاض سے کہہ دو میں سو رہا ہوں۔''

عمر نے چچا فیاض کو کہہ تو دیا لیکن وہ سوچتا رہا۔ بابا جان نے پہلے تو کبھی ایسے نہیں کیا۔ پھر چچا فیاض تو بابا جان کے بہت اچھے دوست ہیں۔ شام کو چچا فیاض کا پھر فون آیا۔ اس بار وہ شکوہ کر رہے تھے۔ ''بھئی یہ امجد کو کیا ہو گیا ہے۔ نہ ہی موبائل پر کال ریسیو کر رہا ہے نہ ہی پی ٹی سی ایل پر بات کرتا ہے۔ ہمم! امجد ایسا تو نہ تھا۔ ضرور اس کی طبیعت خراب ہوگی۔''

عمر بابا جان کے اس رویے پر حیران پریشان تھا جو انہوں نے اپنے جگری دوست چچا فیاض سے روا رکھا تھا۔ رات کو کھانے کے بعد وہ بابا جان کے کمرے میں گیا تو وہ کروٹ لیے سو رہے تھے۔ وہ باہر آ گیا۔ رات سوتے وقت بھی عمر یہی بات سوچتا رہا۔

صبح اس کی فجر کی نماز پھر قضا ہو گئی تھی۔ ''امتحان قریب ہیں۔ امتحان کی تیاری کے ساتھ نمازوں کا پکا شیڈول بنانا پڑے گا۔'' اس نے جلدی جلدی ناشتہ کرتے ہوئے سوچا۔

عمر کی مصروفیات بڑھ گئی تھیں۔ روز رات کو جلدی سو جانا۔ پھر فجر کے الارم سے فوراً اٹھ جانا اور نماز و تلاوت کے بعد اپنی پڑھائی شروع کر دینا۔ وہ دوپہر تک پڑھتا رہتا۔ شام کو سب دوست مل کر تیاری کرتے۔ ہر امتحان سے پہلے وہ اسی طرح باقاعدگی کے ساتھ نماز پڑھنے لگ جاتا تھا۔ لیکن ادھر نتیجہ نکلا اور ادھر عمر کی عبادات میں بھی واضح کمی نظر آنے لگتی۔ حتیٰ کہ ایک دو مہینے بعد وہ نماز پڑھنا بالکل ہی بھول جاتا تھا۔ یہ اس کا ہر سال کا معمول تھا۔ امجد صاحب، عمر کے بابا جان

ہمیشہ اس کو سمجھاتے لیکن عمر ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتا۔

آج ہفتے کی رات تھی۔ چچا فیاض اپنی فیملی کے ساتھ ان کے گھر پر مدعو تھے۔ بابا جان کچن میں کھڑے امی کے ساتھ رات کے کھانے پر بات کر رہے تھے۔

رات کو سب کے جانے کے بعد بابا جان نے اسے اپنے کمرے میں بلا لیا۔

''اور سناؤ بیٹا! امتحان کیسے ہوئے۔ رزلٹ کب آ رہا ہے۔'' ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ عمر کو پچھلے اتوار کی بات یاد آ گئی۔

''بابا جان! آپ نے چچا فیاض کے ساتھ ایسا کیوں کیا تھا جب کہ وہ آپ کے اتنے اچھے دوست ہیں اور آپ نے آج ان کی دعوت بھی کی تھی۔''

بابا جان مسکرانے لگے۔

''بیٹا آپ بھی تو ایسے ہی کرتے ہو اپنے دوست کے ساتھ۔''

عمر کو ایک جھٹکا لگا۔ ''میں؟ میں۔۔۔ جی نہیں! میں نے تو کسی دوست کے ساتھ کبھی ایسا نہیں کیا۔''

''آپ ہر سال ایسے ہی کرتے ہو بیٹا! جب آپ کے امتحان قریب آتے ہیں آپ اپنے دوست سے اپنے سب سے مخلص دوست سے بات کرنا شروع کر دیتے ہو۔ اس کی ایک آواز پر آپ مسجد میں چلے جاتے ہو۔ ہاتھ میں تسبیح پکڑ کر اس کا ذکر کرنے لگتے ہو۔ راتوں کو اٹھ کر اس سے اپنی کامیابی کی دعا مانگتے ہو۔ اور جب آپ کے امتحان ختم ہو جاتے ہیں آپ ایسے ہو جاتے ہو جیسے اپنے مخلص دوست کو جانتے ہی نہیں۔ یہ تو اچھی دوستی نہیں!''

عمر خاموشی سے سوچتا رہا۔

''بابا جان آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ میں اپنے سب سے مخلص دوست کے ساتھ دوستی میں خود غرض ہو گیا تھا۔ خود میرے دل پر ایک انجانا سو بوجھ ہوتا تھا کہ غلط کر رہا ہوں۔ لیکن اب ایسا نہیں ہوگا۔ اب میں اپنے رب کی عبادت ہمیشہ کروں گا۔ ہمیشہ اس کو راضی رکھوں گا۔ کیونکہ ان امتحان کے علاوہ بھی تو ایک امتحان اور ہے۔ وہ آخرت کا امتحان ہے اور مجھے اس میں سرخرو ہونا ہے۔''

آخری جملہ لکھ کر عمر نے ڈائری بند کی۔ گھڑی میں فجر کا الارم سیٹ کیا اور مسکراتے ہوئے بستر کی جانب بڑھ گیا۔

''بلال بیٹا کہاں جارہے ہو؟ ابھی تو آئے ہو کالج سے۔''

بلال کی امی جو جلدی جلدی اس کے آنے پر کھانا لگا رہی تھیں، اپنے بیٹے کو دوبارہ جاتے دیکھ کر پوچھے بنا نہ رہ سکیں۔

بلال نے جوتے پہنتے ہوئے کہا: ''امی مجھے کچھ کتابیں خریدنی ہیں، اس لئے فہد کے ساتھ اردو بازار تک جارہا ہوں، واپس آکر کھانا کھاؤں گا۔

آج ہی نہیں اکثر ہی ایسا ہوتا تھا کہ بلال کالج سے آکر دوستوں میں نکل جاتا تھا۔ کبھی ساتھ پڑھنے کے لئے دوستوں کے پاس چلے جاتا تو کبھی کسی دوست کے کام میں مدد کرنے کے بہانے، آج بھی شام ہوچکی تھی اور گھر والے اس کے انتظار میں پریشان ہورہے تھے۔

شام کو جب بلال تھکا تھکا گھر پہنچا تو اس کے ابو جو آفس سے واپس آکر اس کے لئے پریشان بیٹھے تھے فوراً پوچھنے لگے: ''کیا ہوا بیٹا! آپ تو کچھ دیر کا کہہ کر گئے تھے اور اب عشاء کا وقت ہوچکا ہے، نہ آپ موبائل پر کال اٹھاتے ہیں، گھر پر ہم سب کتنا پریشان ہورہے ہیں، آپ کو بھی احساس کرنا چاہیے۔''

اس وقت بلال کو اپنے ابو کی ہلکی سی ڈانٹ بہت بری لگی۔ بے زاری سے کہنے لگا: ''اگر آپ مجھے بائیک دلا دیتے تو نہ میں ایسے دھکے کھاتا بسوں میں اور جلدی گھر بھی آجایا کرتا کام نبٹا کر۔''

یہ تقریباً ہر روز کی بحث تھی۔ بلال کے ابو نے وعدہ کیا ہوا تھا کہ صحیح عمر کو پہنچتے ہی اس کو بائیک خرید دیں گے۔ کم عمر میں بائیک چلانا خطرناک ہے جبکہ بلال کی ایک ہی ضد تھی کہ اس کی خواہش فوری پوری کردی جائے اور وہ بھی اپنے دوستوں کی طرح ہر جگہ اپنی سواری میں جاسکے۔ باپ کا اس طرح منع کرنا اسے بہت برا لگتا۔

ایک شام بلال کی امی نے اسے صبح کے ناشتے کا سامان لینے بھیجا، محلے کی دکان قریب ہی

واقع تھی مگر گھنٹہ سے اوپر ہو گیا تھا اور اس کی کوئی خبر نہیں تھی کہ اچانک گھر کی اطلاعی گھنٹی بجی اور پڑوسیوں نے اطلاع دی کہ بلال کا اپنی گلی میں ہی ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے، اس کے دوست اس کو زخمی حالت میں ہسپتال لے گئے ہیں۔

بلال کی امی ابو جب ہسپتال پہنچے تو اپنے بیٹے کو بے ہوش اور زخموں سے چور دیکھ کر صدمے سے برا حال ہو گیا۔ بلال کے ایک پاؤں پر پلاستر چڑھا ہوا تھا جبکہ سر پر بھی شدید زخم تھے۔ کچھ گھنٹوں بعد جب بلال کو ہوش آیا تو اسے ہر حرکت پر جسم میں درد کی تیز لہر دوڑتی محسوس ہوتی اور وہ کراہ کر رہ جاتا۔ اپنے ماں باپ کو یوں پریشان دیکھ کر اسے بہت شرمندگی ہوئی۔

بلال کے دوستوں نے اس کے والدین کو بتایا کہ بلال اپنے دوستوں کی بائیک لے کر چلایا کرتا تھا اور آج بھی جب وہ ناشتے کا سامان لینے نکلا تو دوستوں کے ساتھ تفریحاً بائیک کی دوڑ شروع کر دی، پھر پتا ہی نہیں لگا کب دونوں کی بائیک آپس میں ٹکرا گئیں۔ یہ باتیں سن کر بلال کے ابو کو افسوس ہوا۔ انہوں نے ہلکی جھڑکی دے کر اپنے بیٹے کو سمجھایا کہ بڑے اگر کسی کام سے روکتے ہیں تو اس میں بچوں کی بھلائی اور خیال ہوتا ہے، اس طرح چھپ کر کام کرنا نہ صرف ماں باپ کی نافرمانی ہے بلکہ ان کو دھوکہ دینا اللہ کو بالکل پسند نہیں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور حسن سلوک میں ماں باپ کی نافرمانی نہ کرنا بھی شامل ہے۔ اگر تم آج کوئی نقصان اٹھاتے ہو تو اس کا براصلہ ہمیں بھی ہے اور تکلیف بھی۔

اپنے والدین کی پریشان حالت دیکھ کر اور اپنے جسم کے شدید دردوں کو برداشت کرتے ہوئے بلال کا دل بھر آیا اور اس نے خود سے عہد کیا آئندہ وہ اپنے والدین کی اجازت کے بغیر چھپ کر کوئی کام نہیں کرے گا۔

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ.

(سورۃ المؤمنون: آیت ۱۴)

ترجمہ: بڑی شان ہے اللہ کی جو سارے کاریگروں سے بڑھ کر کاریگر ہے۔

بری صحبت کا نقصان

محمد شاہ زیب

کسی دریا کے کنارے ایک
چوہے کی ایک مینڈک سے دوستی ہوگئی اور یہ دوستی
درجہ عشق ومحبت تک پہنچ گئی۔ دونوں نے آپس میں یہ طے کرلیا کہ وہ
روز صبح دریا کے کنارے ملاقات کیا کریں گے۔ ان کی یہ ملاقات کا سلسلہ کافی عرصہ تک
جاری رہا۔ دونوں ایک دوسرے کو اپنا حال دل سناتے تھے اور روزانہ یہ گفتگو کافی دیر تک جاری
رہتی تھی۔ ایک دن چوہے نے مینڈک سے کہا کہ آپ تو پانی میں دوڑتے رہتے ہیں اور میں یہاں
خشکی میں ہوتا ہوں صرف صبح کی ملاقات سے سیر نہیں ہوتا ہوں یہ وقت بہت تھوڑا ہے۔ مجھے مزید
ملاقات کا اشتیاق ہے، میں تو خاکی ہوں میں تو دریا میں آنے سے رہا، آنا تو آپ ہی کو ہوگا۔ مجھے
اپنی محبت میں نہ تڑپایا کریں اور وقت بے وقت آ کر اپنا دیدار کروالیا کریں۔ دونوں نے کافی دیر
تک سوچا کہ جب ملاقات کا دل چاہے تو کیسے ایک دوسرے کو مطلع کریں۔ بالآخر چوہے نے یہ
ترکیب نکالی کہ ایک ڈوری لے کر اس کا ایک سرا مینڈک اپنے پاؤں میں باندھ لے اور دوسرا سرا
چوہا اپنے پاؤں میں باندھ لے۔ اس طرح جب بھی ملاقات کا ارادہ ہو تو وہ ڈور کو حرکت دے۔
دریا میں موجود مینڈک اس ڈوری کی حرکت سے سمجھ جائے گا کہ چوہا ملاقات کرنا چاہتا ہے، پس
جب بھی چوہا ملاقات کرنا چاہتا تو ڈوری کو حرکت دیتا اور مینڈک دریا کے کنارے نکل آتا اور
دونوں بار بار ملاقات سے لطف اندوز ہوتے۔ ایک دن چوہا اپنے بل سے کسی کام کے لئے نکلا تو
چوہے پر چیل نے حملہ کیا اور اس کو اٹھا کر لے گئی جس کی وجہ سے وہ ڈوری جس کا دوسرا سرا مینڈک
کے پاؤں سے بندھا تھا اس کی وساطت سے مینڈک بھی اپنے مسکن سے باہر نکل گیا اور چیل کا لقمہ
بننے میں اپنے خبیث ساتھی چوہے کا شریک بنا۔

اس حکایت کو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی میں لکھا ہے اور حضرت مولانا شاہ
حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ نے معارف مثنوی میں اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد ایک فائدہ لکھا ہے جسے بندہ

من وعن لکھ رہا ہے۔

فائدہ: اس واقعہ میں مولانا نے بری صحبت سے بچنے کی کس انداز لطیف سے ہدایت کی ہے، پرلطف قصہ بھی ہے اور ہدایت کی راہ بھی ہے۔ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ روح اور نفس اور شیطان کو اسی قصہ پر منطبق کیا جائے کہ نفس امارہ مثل خبیث چوہے کے ہے، بری خصلت کے اعتبار سے روح مثل مینڈک کے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا پانی ہی اس کا اصل مرکز ہے اور چیل کی مثال شیطان کی سی ہے۔ پس (چوہا یعنی) نفس اپنی خواہشات کے لئے (مینڈک یعنی) روح کو ہر طرح پھسلاتا ہے اور اس سے ڈور باندھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اب جس کی روح نفس کی خواہش پر تسلیم سرخم کرتی ہے اور اس سے رابطہ قائم کر (یعنی ڈوری باندھ) لیتی ہے تو (چیل یعنی) شیطان اس نفس کو جھپٹ لیتا ہے اور جہاں جہاں چاہتا ہے گھسیٹتا ہے اور روح بھی اس کے ساتھ ذلیل پھرتی ہے بوجہ رابطہ بالنفس کے اور انجام کار شیطان جب دوزخ میں جائے گا تو یہ نفس جو اس کے چنگل میں تھا وہ بھی جائے گا اور روح جو نفس سے رابطہ گناہوں میں کئے ہوئے تھی وہ بھی دوزخ میں عذاب میں مبتلا ہوگی۔''

اس عنوان کی مناسبت سے ایک شعر ہے جو میں نے اپنے استاذ سے دوران تفسیر سنا تھا، وہ بھی پیش کر رہا ہوں ؎

صحبت بد سے ہمیشہ بھاگ تو
ورنہ بن جائے گا کالا ناگ تو

لہٰذا ہمیں اللہ تعالیٰ سے نیک لوگوں کی مصالحت اور بری صحبت سے اجتناب کی توفیق مانگنی چاہئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ.

ننھے صحابہ اور قرآن پاک

اوصاف محمود

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے تفسیر پوچھو میں نے بچپن میں قرآن شریف حفظ کیا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں نے دس برس کی عمر میں اخیر کی منزل پڑھ لی تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تفسیر کے بہت بڑے امام ہیں کیونکہ بچپن کا یاد کیا ہوا بہت محفوظ ہوتا ہے چنانچہ تفسیر کی جتنی حدیثیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل ہیں بہت کم دوسرے حضرات سے نقل ہوں گی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قرآن کے بہترین مفسر ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ تیرہ سال کی عمر تھی جس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اس عمر میں جو درجہ تفسیر و حدیث میں حاصل کیا وہ کھلی کرامت اور قابل رشک ہے کہ تفسیر کے امام ہیں، بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سے تفسیر دریافت کرتے تھے۔ اگرچہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی دعا کا ثمر تھا کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے، باہر تشریف لائے تو لوٹا بھرا ہوا رکھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ کس نے رکھا ہے؟ عرض کیا گیا: ابن عباس رضی اللہ عنہ نے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خدمت پسند آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ دین کا فہم اور کتاب اللہ کی سمجھ عطا فرمائیں۔ اس کے بعد ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نوافل پڑھ رہے تھے، ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی نیت باندھ کر پیچھے کھڑے ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کھینچ کر برابر کھڑا کر لیا کہ مقتدی اگر ایک ہو تو اس کے برابر کھڑا ہونا چاہئے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو نماز میں مشغول ہو گئے مگر یہ پھر ذرا سا پیچھے کھسک گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد دریافت فرمایا تو عرض کیا کہ آقا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کے رسول ہیں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کیسے کھڑا ہو سکتا ہوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر علم و فہم کے زیادہ ہونے کی دعا دی۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حفظ قرآن:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ان جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جو اپنے زمانے میں بڑے عالم اور مفتی شمار ہوتے تھے۔ بالخصوص فرائض کے ماہر تھے، کہا جاتا ہے کہ مدینہ منورہ میں فتویٰ، قضاء

فرائض اور قرأت میں ان کا شمار چوٹی کے مفتیان کرام میں تھا۔ جب حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو اس وقت گیارہ برس کے نوعمر بچے تھے، اسی وجہ سے خواہش کے باوجود ابتدائی غزوات بدر احد وغیرہ میں شرکت کی اجازت نہ مل سکی۔ ہجرت سے پانچ برس قبل چھ سال کی عمر میں یتیم ہوگئے تھے۔ حضور ﷺ مدینہ پہنچے تو جیسے اور لوگ خدمت میں حاضر ہورہے تھے اور حصول برکت کی خاطر بچوں کو بھی ساتھ لارہے تھے اسی طرح زید رضی اللہ عنہ بھی خدمت میں حاضر ہوگئے اور حضور ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ قبیلہ نجار کا لڑکا ہے۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے قبل ہی اس نے قرآن کی سترہ سورتیں حفظ کرلیں ہیں۔ زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بطور امتحان مجھ سے پڑھنے کو ارشاد فرمایا۔ میں نے حضور ﷺ کو سورۂ ق پڑھ کر سنائی تو حضور ﷺ نے میرا پڑھنا پسند فرمایا۔ حضور ﷺ کو جو خطوط یہود کے پاس بھیجنا ہوتے تھے وہ یہودی ہی لکھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہود کی خط وکتابت پر مجھ کو اطمینان نہیں وہ اس میں کچھ گڑ بڑ نہ کردیتے ہوں، تم یہود کی زبان سیکھ لو۔ زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صرف پندرہ دن میں، میں نے ان کی زبان عبرانی میں مکمل عبور حاصل کرلیا، اس کے بعد جو تحریر ان کو جاتی وہ میں ہی لکھتا اور جو یہود کے پاس سے آتی وہ میں ہی پڑھتا تھا۔

حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کا حالت کفر میں حفظ قرآن:

عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ طیبہ کے راستے میں ایک جگہ رہا کرتے تھے، وہاں سے آنے جانے والے ہمارے پاس سے گزرتے تھے، جو لوگ مدینہ سے واپس آتے ہم ان سے حالات پوچھا کرتے تھے کہ لوگوں کا کیا حال ہے؟ جو صاحب نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں ان کی کیا خبر ہے؟ وہ لوگ حالات بیان کرتے، وہ کہتے ہیں کہ ان پر وحی آتی ہے، یہ یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ میں کم عمر بچہ تھا وہ لوگ جو بیان کرتے اس کو یاد کرلیا کرتا، اسی طرح مسلمان ہونے سے پہلے ہی مجھے بہت سا قرآن شریف حفظ ہوگیا تھا۔ فتح مکہ کے بعد ہم مسلمان ہوئے تو حضور ﷺ نے ہمیں شریعت کے احکام بتائے، نماز سکھائی اور ارشاد فرمایا کہ جس کو تم میں سب سے زیادہ قرآن یاد ہو وہ امامت کے لئے افضل ہیں۔ میں چونکہ بہت سا قرآن یاد کرچکا تھا اس لئے سب سے زیادہ حافظ قرآن میں ہی تھا، سب نے تلاش کیا تو مجھ سے زیادہ حافظ قرآن کوئی نہ ملا تو مجھے ہی امامت کے لئے منتخب کیا گیا۔ میری عمر اس وقت چھ سات برس تھی۔

حوالدار عارف کی پلاٹون سیاچن گلیشیر پر تعینات تھی۔ سخت سرد علاقے میں واقع یہ وہ چوٹی تھی جو انہوں نے کئی ہفتوں کی مسلسل سرتوڑ جدوجہد کے بعد دشمن فوج کے دانت کھٹے کر کے حاصل کی تھی۔ آج وہ اس چوٹی پر اپنی پوسٹ بنا کر سبز ہلالی پرچم سر بلند کر چکے تھے۔ حوالدار عارف کی بہادر پلاٹون ایک ٹیم کی مانند تھی اور قائدانہ صلاحیتوں کا مالک حوالدار عارف ان کا رول ماڈل تھا۔ خون کا ایک قطرہ بہائے بنا جب انہوں نے دنیا کے بلند اور مشکل ترین محاذ پر اپنے ہدف میں کامیابی حاصل کر لی تو حوالدار عارف کے ذہن میں اپنے انسٹرکٹر کی ایک بات آ گئی جو دوران ٹریننگ اس نے بتائی تھی۔ یہ ایسی بات تھی جس پر عارف نے اپنی تمام پیشہ ورانہ زندگی میں عمل کیا تھا اور اس سُنہری بات نے اس کی زندگی بدل تھی۔ آج کی کامیابی کے پیچھے بھی اس بات کا بڑا عمل دخل تھا۔

حوالدار عارف کے ذہن میں ایک خاکہ چل رہا تھا کہ جب فوج میں شمولیت کے وقت اس کی خوشی انتہا کی بلندیوں کو چھو رہی تھی۔ بالآخر بڑی محنت اور ریاضت کے بعد وہ اپنے وطن کی فوج میں بھرتی ہو کر فوجی تربیت حاصل کرنے جا رہا تھا۔ ماں باپ اور بہن بھائیوں کی محبت اور دعائیں اس کے سنگ تھیں۔ شام کا وقت تھا جب وہ ٹریننگ سینٹر میں داخل ہوا۔ عارف حیران رہ گیا گیٹ کے اندر اور باہر کی دنیا میں ایک واضح فرق محسوس ہو رہا تھا۔ اندر کی دنیا ہی بدلی ہوئی تھی۔ صاف سُتھری سڑکیں، قطاروں میں لگے پودے اور نظم وضبط کے پابند فوجی جوانوں کو دیکھ کر اُسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ علاقہ بھی اس کے ملک کا حصہ ہے۔

خوبصورت وردی میں ملبوس کچھ جوانوں نے اس کا استقبال کیا۔ استقبالیہ کے رجسٹر میں ضروری تفصیلات کے اندراج کے بعد وہ عارف کو ایک بڑی بیرک میں لے گئے جہاں لوہے کے ڈبل ڈیکر بیڈ لگے ہوئے تھے۔ عارف سے قبل پہنچنے والے کئی ریکروٹ وہاں موجود تھے۔

شام تک ریکروٹس کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ رات کے کھانے کے لیے اُنہیں بیرک کے سامنے بنے ڈائننگ ہال لے جایا گیا۔ سونے سے قبل ایک انسٹرکٹر حاضر ہوا۔ جس نے اپنا عُہدہ حوالدار بتایا۔ اس نے تین قطاروں میں سب لڑکوں کو کھڑا کیا۔ انہیں کچھ ہدایات دیں جن میں موبائل فون پر دوران ٹریننگ مکمل پابندی اور سینئر کی عزت اور حکم کی پابندی شامل تھیں۔

ٹریننگ کی پہلی صبح کسی بھی فوجی کے لیے یادگار ہوتی ہے۔ فجر کی اذان سے ایک گھنٹہ قبل انسٹرکٹر نے عارف اور دیگر ریکروٹس کو نیند سے بیدار کرتے ہوئے مکالمہ یوں بولا تھا ''اُٹھ جاؤ جوانو! یہ فوج ہے موج نہیں۔'' اس دن سے جلدی اُٹھنے کی عادت پختہ ہوگئی تھی۔ دوران ٹریننگ صبح سے شام تک مختلف مراحل میں سخت جسمانی اور ہتھیار استعمال کرنے کی تربیت دی جاتی تھی۔ ان مراحل میں ناشتے، ٹی بریک، اور کھانے کے وقفے بھی ہوتے تھے۔ ریکروٹس کے درمیان کھیلوں اور مختلف سرگرمیوں کے مقابلوں کا انعقاد بھی فوجی تربیت کا جزو تھا۔

ٹریننگ میں کامیابی کے بعد عارف کی تعیناتی بطور سپاہی یونٹ میں ہوئی۔ اب وہ ایک منظّم فوجی بن چکا تھا۔ دوران سروس اس نے بلوچستان کی سنگلاخ چٹانوں اور ریگستانوں سے لے کر سندھ اور پنجاب کے میدانوں میں ارض پاک کی حفاظت کے فرائض سرانجام دیے تھے۔ اسی دوران وہ ترقی پا کر حوالدار کے عہدے پر فائز ہو چکا تھا۔

وہ اپنی پلاٹون کے ساتھ سیاچن کے محاذ پر تعینات تھا۔ سخت سرد اور دشوار گزار علاقہ تھا۔ ایک بلند و بالا چوٹی کی بے پناہ جغرافیائی اہمیت کی حامل تھی اور اس کے اوپر دشمن کی پوسٹ تھی اس چوٹی پر قبضہ کر کے دشمن کی نقل و حرکت پر نظر رکھی جا سکتی تھی۔ دشمن بہت ہوشیار تھا وہ ذرا بھی غفلت کا مظاہرہ نہیں کر رہا تھا۔ اس موقع پر حوالدار عارف کو جنگی چال چلنا تھی۔ اس کی پلاٹون نے مسلسل دو ہفتوں تک دشمن کو کراس فائرنگ میں مصروف رکھا۔ دشمن بلندی پر تھا اور حوالدار عارف اور اس کے ساتھی نشیبی جگہ پر اس لیے آمنے سامنے کے مقابلے میں دشمن کو کبھی شکست نہیں دے سکتے تھے۔ حوالدار عارف نے اپنی پلاٹون کی قیادت میں پہلے کچھ دن دشمن کو ہوائی فائرنگ میں مصروف رکھ کر خوب تھکایا پھر اچانک بھرپور حملہ کر دیا۔ دشمن مقابلے کے لیے نکلا تو حوالدار عارف اور اس کی پلاٹون نے پس قدمی شروع کر دیا۔ وہ پہاڑی سے بہت پیچھے ہٹ

آ ئے۔دشمن فوجی خوش ہو گئے اورانہوں نے خوب جشن منایا۔

رات کا اندھیرا چھا چکا تھا۔ادھر چوٹی پر فتح کا جشن منانے والے دشمن کے فوجی کئی دنوں سے مسلسل جاگ رہے تھے وہ مطمئن تھے کہ اب حوالدار عارف کی پلاٹون تھک ہار کر پیچھے جا چکی ہے اوران کی ہمت جواب دے چکی ہے۔ان کی آنکھیں سخت نیند سے بند ہو رہی تھیں انہوں نے ایک سپاہی کو پہرے پر کھڑا کیا اورسب گھوڑے بیچ کر سو گئے۔پہرے دار بھی رت جگوں کا مارا تھا۔جلد ہی وہ بھی خواب خرگوش کے مزے لینے لگا۔پتا تب چلا جب حوالدار عارف اوراس کے شیر دل جوانوں نے پوسٹ پر سوئے دشمن کے فوجیوں کے ہتھیار قبضے میں لے کر سب کو قیدی بنا لیا۔دراصل فائرنگ میں مصروف رکھ کر تھکانا اور پھر حملے میں پسپائی حوالدار عارف کی جنگی چال تھی۔چوٹی پر دشمن فوج کے سو جانے کے بعد رات کے اندھیرے میں اس نے چپکے سے گوریلا چال کے ذریعے چوٹی کی طرف پیش قدمی کر دی تھی۔اس نے تمام پیشہ ورانہ زندگی میں اس اصول پر عمل کیا تھا کہ امن کا پسینہ جنگ میں خون بچاتا ہے۔پل بھر میں عسکری زندگی کا یہ سفر اس کی آنکھوں کے سامنے سے گزر گیا۔وہ سوچ رہا تھا کہ تربیت،نظم وضبط اور فرائض کی بروقت تکمیل ہی وہ عوامل ہیں جو ایک عام انسان کو بہادر فوجی بناتے ہیں۔آج سیاچن گلیشیر پر دشمن کے خلاف بغیر کسی جانی نقصان کے کامیابی حاصل کر کے اس نے انسٹرکٹر سے سیکھے اصول کو اپنے عمل سے ثابت کر دیا تھا۔اس نے یہ بھی ثابت کر دیا تھا کہ نیند اور آرام کسی مشن میں کامیابی کے بعد ہی مزہ کرتا ہے۔حوالدار عارف اوراس جیسے بہادر جوان اپنی نیند کی قربانی دیتے ہیں تو پوری قوم چین کی نیند سوتی ہے۔

ایک دوسرے کا راز ظاہر کرنا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

”روز قیامت بارگاہِ الٰہی میں سب سے زیادہ ناپسند اور شریر وہ مرد وعورت ہوں گے جو دنیا میں ایک دوسرے کے راز کی باتیں دوسروں کو بتایا کرتے تھے۔“ ﴿صحیح مسلم﴾

کیا آپ کے بچے نے اس سال حفظ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی ہے؟
کیا آپ چاہتے ہیں کہ

آپ کا بچہ اپنے حفظ قرآن کی حفاظت کرتے ہوئے دینی ماحول میں میٹرک کرے؟

تو پھر تشریف لائیے

مدرسہ مفتاح العلوم

جہاں ترتیب دیا گیا ہے | پانچ سالہ میٹرک پروگرام

داخلے جاری ہیں

Class / جماعت	Duration / مدت	عمر کی حد
ابتدائیہ: پہلی تا پانچویں جماعت	ایک سال	10 تا 12 سال
متوسطہ اوّل: چھٹی، ساتویں کلاس	ایک سال	11 تا 14 سال
متوسطہ دوم: آٹھویں کلاس	ایک سال	13 تا 15 سال
عربی، انگلش بول چال کی خصوصی کلاسز		

شرائط داخلہ

- ★ طالب علم میں مطلوبہ درجہ کی استعداد ہو
- ★ حافظ قرآن ہو یا
- ★ ناظرہ قرآن کریم درست پڑھ سکتا ہو

تعلیمی اوقات

صبح 8 تا ظہر نماز

جامع اسلامیہ بطحہ ٹاؤن، بلاک N،
نارتھ ناظم آباد بالمقابل کیفے پیالہ